مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

الحمد للہ کہ این رسالۂ نافعہ و عجالۂ دافعہ انوار مطالب باہری آئی

تعزیۃ النفیس

تصنیف فیض ترجمان جناب مولوی محمد نبیل احمد جملہ اللہ بجمال الکمال و کمال بجمالہ

حسبِ فرمایشِ مجمعِ علم و دانش جناب مولوی نور العینین و مولوی کبیر احمد الحنفی القادری

در مطبع صحیح الاسلام و الطاف تعلیم مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

حمد خدای تعالیٰ کو جسنے اپنی رحمت عامہ سے ہدایت کے لیے قرآن شریف نازل فرمایا اور درود محمد مصطفیٰ پر جنکی ذاتی حسن توجہ و کوشش نے دین کا طریقہ محکم سکھایا اور انکی آل و اصحاب پر جنکی محنتون نے کفر و نفاق کو مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹایا اور رحمت مجتہدین کاملین و ائمہ دین پر جنھون نے اپنے اجتہاد کے زور سے استخراج مسائل کرکے مقلدین کو محنت اجتہاد سے بچایا اسکے بعد عرض کرتا ہی امیدوار رحمت رب صمد محمد مشہور بہ **جمیل احمد** سکندرپوری فاروقی حنفی نقشبندی مجددی کہ تقریبًا تین سال کے عرصے سے بعض حضرات جناب مولانا حافظ ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بدگوئی مین پڑے ہین ہزار طرح سے سمجھائیے مگر وہ مرغی کی ایک ٹانگ پر اڑے ہین قسم قسم کی جھگڑے نکالتے ہین اپنا نام چھپاکے فرضی نام پیش کرکے طویلے کی بلا بندر کے سر ڈالتے ہین یہان تک دھوم مچائی گئی کہ اشتہارون مین مولانا مرحوم کی تکفیر چھپوائی گئی ؎

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی
آپ سے تم تم سے تو ہونے لگی

لطف کیا جب دو بدو ہونے لگی
چاہیے حفظ مراتب بالضرور

جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے رفع نزاع کے لیے کئی بار سمجھایا مگر مخالفین کے دل کدورت سے ایسے بھرے ہین کہ رفع الزام کی تقریر سنکے انھون نے کان تک نہ پٹے پٹایا ؎

بسنگ چو صنم خویش گفتہ ام صد بار
کہ پاک بہ دل بچون توئی ز کینہ من

رسیدہ سنگ جفایت بر آبگینہ من
بعشوہ گفت ترا گرچہ سینہ صاف آمد

رسان بسینہ من سینہ را بر سم صفا
گمان مبر کہ رسد در صفا بسینہ من

پتھر پسیجتا ہی مگر انکے سنگین دلون پر اثر نہوا کوئی شخص صلح و آشتی کی حکایت سے خبر نہوا ؎

دل درین وحشت گہ بیگانگان | یک حریف آشنا حاصل نکرد | در وفا کوشید عمرے لیک از ان
غیر حرمان و جفا حاصل نکرد | بلکہ اس پر یہ مستزاد ہوا کہ ایک بہلے آدمی نے تیور بدل کے رسالہ

تنبیہ الجہلہ علی من بعد من الکملہ فرضی نام سے شائع کیا سچ تو یہ ہی کہ اپنے وقت عزیز کو اسکی تصنیف میں ضائع کیا

این ہمہ باد کہ از عجب تبہ اور رگ و پی | میرود در عجبم گرچہ نمی آماسی | جمع کردی بخسی چند بجاروب فریب
بخدا بہتر ازین کار بود کناسی | اس رسالے میں پہلے ہی یون زہر اگلا ہی کہ زمانہ سابق میں بہت سے اہل سنت

فرق بدعیہ سے فروعات میں حنفی مذہب ہونے کے مدعی تھے اور عقائد میں معتزلہ کلام کے پیرو جیسا صاحب فتاوی قنیہ و زمخشری صاحب تفسیر کشاف وغیرہ معتزلہ تھے اسلیے حنفیہ سنت جماعت انکا معتزلہ سے ہونا اپنی کتابون میں ظاہر کرتے ہیں اور انکے اقوال مخالفہ کو قبول نہیں فرماتے مگر اسیطرح یہ زمانہ جو فی الحال چل رہا ہی اسمیں بھی بہت لوگ حنفی ہونے کے مدعی ہیں لیکن انکے عقائد و فروعات بہت سے مخالف ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اہل سنت جماعت کے ہیں یہ لوگ اپنے رسائل و کتابون میں امام صاحب کی بہت سی تعریف اور مناقب لکھتے ہیں تا عوام یہ سمجھیں کہ اگر یہ لوگ حنفی مذہب نہ ہوتے تو امام صاحب کے مناقب کیون لکھتے حالانکہ یہ سراسر انکا دھوکا و فریب ہی اسلیے ہم تھوڑا سا حال ایسے لوگون کا کہ جنکی اتباع فی الحال موجود ہیں لکھتے ہیں اور انکے بعض بعض عقائد فاسدہ اور فروعات کاسدہ کا اظہار کرتے ہیں پس منجملہ ایسے لوگون کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ہیں یہ بزرگ بہت سے عقائد اور مسائل میں مخالف اہل سنت والجماعت ہیں انتہی اس شخص کی عقل پر پتھر پڑے اسکو نہ عبارت لکھنے کا سلیقہ نہ اپنی خاص عبارت کے مطلب سمجھنے کی لیاقت نہ زمانہ ماضی و حال میں اسکو کچھ امتیاز اسپر بات بات پر روٹھ بیٹھنا ضد اصرار ابتدا سے انتہا تک دیکھیے تو تحریر سے ٹپکی ہے آشکار

روز کم عمری خود فہم نسازد سخنے | ہر دم آزردہ شود بی سبب انہمچو منی

اگر زمانہ حال میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مدائح میں امام اعظم کے رسائل لکھتے ہیں مگر انکے عقائد و مسائل فروعی امام رح کے مخالف ہیں تو ایسے لوگون کا نام بتانا چاہیے انکی تصانیف کا حوالہ دینا چاہیے جناب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم تو ایسے لوگون سے نہیں ہیں وہ ۱۳۰۴ ہجری میں قضا کر گئے

اسپ بگ روان ز خم آسمان بمرد آمد اند
براستی چو خدنگ ز کمان برآمد اند

اگر وہ زمانہ حال کے لوگون میں ہیں تو بتاؤ کہان ہیں اور تم انسے کب ملے جب یہ بات ظاہر کی گئی کہ انکی اتباع فی الحال موجود ہیں تو اس سے یہ خیال کیا جائیگا کہ وہ قضا کر گئے پھر یہ کیون لکھا گیا کہ منجملہ ایسے لوگون کے ایک مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی ہیں یہ بزرگ بہت سے عقائد اور

فاعتبروا یا اولی الابصار

مسائل ہین مخالف اہلِ سنت والجماعت ہین اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ زمانۂ حال ہین موجود ہین اگر یہ سمجھا جاے کہ یہ جملہ زمانۂ ماضی پر دال ہی تو صاحب فتاوی قنیہ و کشاف کی نسبت یہ کیون لکھا گیا کہ یہ مدعی مذہب حنفی کے تھے یا معتزلہ تھے جب زمانۂ ماضی و حال ایک ہی زمانہ ہی اور انکی تعبیر کے لیے ایک ہی لفظ موضوع ہی تو انکی نسبت یہ کہنا تھا کہ مدعی مذہب ہین یا معتزلہ ہین جب زمانۂ ماضی کے لیے تھے کا لفظ استعمال کیا گیا تو مولوی عبدالحی صاحب کے نسبت ایسا لفظ استعمال کرنا تھا جس سے یہ ثابت ہوتا کہ وہ زمانۂ حال ہین موجود ہین خصوصًا جب اس بات کا دعوی کیا گیا کہ انکی اتباع موجود ہین تو اس امر کی تسلیم ہو گئی کہ انکا انتقال ہو گیا پھر اس تسلیم کے بعد صیغۂ حال کا استعمال قابل تماشا ہی ؎

کھیلن بہ آں طفل کہ مرتا ہون ہین
قتل کرتا ہی مجھے تلوار سے

جب مولوی عبدالحی صاحب پر افترا باندھنے کا بیڑا اٹھایا گیا ہی اسکے لیے اتنی لیاقت ضرور درکار تھی کہ آدمی چار سطر با محاورہ لکھ سکے معمول ہی کہ مصنفین طبیعت پر زور ڈالکر خطبہ کی عبارت با محاورہ لکھتے ہین یہان تو بسم اللہ ہی غلط ہی تا نہ بجے راگ بوجھا گیا خیر اس امر کو ہم ثابت کرینگے کہ جسقدر مخالفت عقائد و مسائل کی ظاہر کی گئی ہی محض افترا ہی ؎

دامنت روز جزا در کف ما خواہد بود
غور کن غور کہ من با تو حسابی دارم

اس مقام پر مین اس بات کو بیان کرتا ہون کہ علما کو تعظیم سے یاد کرنا چاہیے حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب علما شعائر اللہ سے ہین شعائر اللہ سے مراد اعلام دین ہین یہ اعظم حرمات اللہ تعالی سے ہین حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ شعائر اللہ و حرمات اللہ کی تعظیم کرنی چاہیے اور انکو اذیت دینی نہ چاہیے اور نہ انکی منقصت کرنی چاہیے حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی والذین یوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا جب مومنین و مومنات پر افترا و بہتان گناہ کبیرہ ہی تو ایک عالم با عمل پر افترا داخل حسنات کیونکر ہو گا بلکہ ایسا شخص ظاہر عبارت حدیث سے دائرۂ اسلام سے خارج سمجھا جائیگا ترمذی مین ہی عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا و لم یرحم صغیرنا و من لم یعرف لعالمنا حقہ کیا عامی پر عالم کا حق یہی ہی کہ انکو سب و شتم کیا جائے عوام کے سامنے بے ادبی سے انکا نام لیا جائے انکی نسبت بے ادبی انسانیت سے دور ہی علما کا حفظ مراتب ضرور ہی ؎

پیش ارباب خرد مایۂ ایمان ادب	لاجرم شیوۂ مردان سخندان ادب	
آدمی زادہ اگر بی ادب است انسان نیست	فرق در خلیس بنی آدم و حیوان ادب است	ناحق علما پر افترا کرنے سے مفتری

علما کو تعظیم سے یاد کرنا چاہیے

خسر الدنیا والآخرۃ ہوجاتا ہی ابن عساکر کہتے ہین ان لحوم العلماء مسمومۃ وعادۃ اللہ فی ھتک استار منتقصیھم معلومۃ وان من اطلق لسانہ فی العلماء ابتلاہ اللہ قبل موتہ بموت القلب علما پر اوراکرنا بچون کا کھیل نہین ہی انکے گوشت نہایت زہردار ہوتے ہین جو لوگ انکی منقصت کے پیچھے پڑتے ہین اللہ تعالی انسے انتقام لیتا ہی اور جو لوگ انکی نسبت زبان درازیان کرتے ہین مرنیسے قبل انکا قلب مرجاتا ہی مولانا سے مرحوم کی نسبت جسقدر زبان درازیان کی گئی ہین اگرچہ مقلدین حنفیہ کے دل پر سخت شاق ہین مگر ہم نے چھپا رکھے ہین ؎

وشنام دہد اگر نہ سیسے			
غزالی ایسے امام جنکی جلالت	باسگ نتوان عوض گزیدن	گر پاسے کسے سگے گزیدہ	چار و نبود دگر بشنیدن

کا ڈنکا عالم مین بج رہا ہی انکے ساتھ حاسدین جس طرح پیش آئے اسکے تصور سے دل بھر آتا ہی اور جو کچھ مصائب اور ناشدنی امور اُن پر گذرے اُنکے تصور سے کلیجہ تھرتھراتا ہی احیاء العلوم امام غزالی کی ایسی کتاب ہی جسکی نظیر کوئی بتلائے تو زیادہ نہین دو چار ہی جز کوئی شخص دکھائی تو اس نامی کتاب کی نسبت بھی کسقدر غل مچاڑا اچھا مگر حاسد اپنے بداعمالیون کی سزا سے نہ بچا پہ بچا شیخ ابوالحسن ابن خوارزم نے اپنی جہلت کی مقتضا سے کتاب احیا کو مخالف سنت ٹھیرایا اور اپنی اس تقریر سے بادشاہ کے مزاج کو بھڑکایا بادشاہ نے انکے کہنے پر دیار مغرب مین منادی کی جسکے پاس احیاء العلوم ہو اگر وہ بادشاہ کی خدمت مین نہ لائیگا سخت سزا پائیگا بندگی بیچارگی تمام نسخے بادشاہ کی خدمت مین پیش کیے گئے دیار مغرب کے کتابخانے احیا سے خالی ہوئے شیخ کے مجلس منعقد ہوئی فقہا و وقت نے احیا کو ملاحظہ کیا اور باتفاق آرا جلانیکا حکم دیا صلاح یہ ٹھیری کہ جمعے کو نسخے جلائے جائین اور عام مین ملائے جائین شب جمعہ کو ابوالحسن خواب دیکھتے ہین کہ وہ جامع مسجد مین جسمین وہ تمام زہد پڑھتے تھے جاتے ہین اور اس مسجد مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما ہین انکے سامنے امام غزالی احیاء ہاتھ مین لیے ہوئے نہایت ادب سے کھڑے ہین آنحضرت صلعم امام غزالی کی نظر ابوالحسن پر پڑی امام غزالی نے کہا یہی میرا دشمن ہی پھر دونون گھٹنے زمین پر ٹیک کے لڑکون کی طرح گھٹنون کے بل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے پھر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہونچ کے نہایت ادب سے کتاب احیا پیش کرکے یہ گذارش کی کہ اگر یہ مخالف سنت ہی تو مین نے اس سے توبہ کی اگر موافق سنت ہی تو مجکو اس کتاب سے برکت حاصل ہوا ور اپنے دشمن سے انصاف کا خواستگار ہون سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے احیاء کے ورق ورق اخیر تک ملاحظہ فرمائے اور ارشاد کیا کہ واللہ یہ اچھی چیز ہی پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے

واحیاء العلوم وما ادراک ما احیاء العلوم

اُسے دیکھا اور کہا قسم ہی خدا کی یا رسول اللہ یہ اچھی کتاب ہی اور حضرت عمرؓ نے بھی دیکھکر ایسا ہی کہا پھر
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ابو الحسن کا کپڑا اُتار کے اسپر تعزیر مقرری جاری کی جائے
چنانچہ حسب الحکم فوراً کپڑا اُتارا گیا اور پانچ کوڑے لگائے گئے پھر حضرت ابو بکر صدیق نے شفاعت کی اے ابو الحسن
نے جو کچھ کہا ہی بطور اجتہاد و تعظیماً للسنۃ کہا ہی امام غزالی سے بھی رہا نہ گیا انھون نے بھی سفارش کی اتنے
مین ابو الحسن کی آنکھ کھل گئی کوڑون کی مار سے پیٹھ کے چمڑے اودھڑ گئے تھے درد اسقدر تھا جسکے متحمل نہین
ہو سکتے تھے جمعہ کی صبح کو رو رو کے لوگون سے یہ کیفیت بیان کی اور پیٹھ کا زخم دکھایا ایک مہینے تک فراش
رہے کروٹ کا بدلنا دشوار تھا پھر احیاء کو دیکھا آنکھین کھل گئین اُسکے مطلب موافق کتاب و سنت کے نظر آئے
پھر خواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویا سے مشرف ہوئے آپنے دست مبارک سے زخمون پر مسح کیا
جس سے درد زائل ہوا پچیس روز کے بعد غسل صحت کیا اگر ابو الحسن توبہ نکرتے اور حضرت صدیق اکبر انکی شفاعت
نہ فرماتے تو وہ ایسے حال مین گئے گذرے تھے اِس حکایت سے معاندین کو سبق پڑھنا چاہیے جو لوگ اپنے
عقائد کو پوری طرح سے بیان نہین کر سکتے اُنکا اعتراض اکابر دین پر سخت افسوس ناک ہی اور جو لوگ معمولی
طہارت کے مسائل سے واقف نہین ہین اُنکا بڑے بڑے مسائل پر منہ آنا محل حیرت ہی ؎

خوش وقت مردمان کہ تہ خاک خفتہ اند	گردی زدہ روان ہ صدق ماندہ بود
قومی رسیدہ اند کہ در کارگاہ فضل	ہرگز دری بشیب فکرت نہ سفتہ اند
چون سبزہ گشتہ خرم و چون گل شگفتہ اند	خاطر مدار انچہ اگر عیبہا ز تو
از کج چہ اعتبار اگر کج نمودہ اند	بر راست چیست طعنہ اگر راست گفتہ اند

جامی ببر و خاک چو یکسان شدہ یافت نیست
آنہم کنون ز ساحت ایام رفتہ اند
خاری بجان اہل دلی گر خلیدہ است
ہر جا نمودہ باز و ہنر ہا نہفتہ اند

طرفہ یہ ہی کہ یہ حضرات جناب مولانا مرحوم پر منہ آتے ہین اور جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری کو اپنا مخاطب بناتے ہین اِس سے
صرف ان دونون نامی عالمون کی دل آزاری مطلوب ہی جو عند اللہ و عند الناس معیوب ہی ؎

ہی طرفہ ماجرا مرے قاتل کے سامنے	بسمل تڑپ رہے ہین جو بسمل کے سامنے

خداوند کریم توفیق عطا فرمائے

اب اصل رسالے کے جواب کے طرف متوجہ ہوتا ہون اِس رسالے مین مولانا مرحوم پر افتراً چار
قسم کے الزام قائم کیے گئے ہین فساد عقیدت مسائل فقہیہ مین ائمہ اربعہ کی مخالفت ایک دو مسئلے مین
وہابیون کی موافقت اہل سنت و جماعت سے مخالفت ائمہ دین و اکابر مجتہدین کی نسبت بے ادبی ہم
انکے جوابات اُسی ترتیب سے ادا کرتے ہین جس طور پر مخالفین نے لکھا ہی مگر چونکہ مخالفین کی عبارت

بے محاورہ تھی اور اُس مین تقیید اس بلا کی تھی جس کا مطلب دشواری سے سمجھا جاتا تھا مین نے جرح فی العبارت سے یہ مناسب سمجھا کہ جو عبارت نقل کی جاوے مہما امکن اسکی اصلاح مرعی رہے تاکہ مخالفین بھی اپنی عبارت کا مطلب سمجھین اور زوائد کو غیر ضروری خیال کرکے چھوڑ دیا پہلا افترا مولانا ے مرحوم نے باتباع ابن تیمیہ مجسمی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے لیے جہت ثابت کی ہو اور تمام صحابہ کرام ائمہ مجتہدین عظام پر افترا کیا ہو اور کہا ہو کہ یہ سب لوگ جہت فوق کے قائل تھے ابراز الغی مین ہو انی ما وافقت ابن تیمیة فی الاستواء الا لانه قد وافق فیه جماعات الصحابة والتابعین والائمة المجتهدین جناب مولانا محمد عبدالحلیم صاحب مرحوم نے حاشیۂ عقائد جلالی مین لکھا ہو کہ ابن تیمیہ حد سے متجاوز ہو گیا تھا اُس نے خداوند تعالیٰ کے لیے جہت و جسمیت ثابت کی حالانکہ یہ باطل ہو ولد عزیز و مرید و شاگرد رشید اس عقیدۂ فاسدہ کا صحابۂ کرام و ائمۂ عظام پر افترا کرتے ہین ہم کہتے ہین کہ مولانا ے مرحوم اپنے زمانے مین مرجع خلائق تھے دور دور سے لوگ انکی عالی خدمت مین استفتا بھیجتے تھے یہی وجہ ہو کہ ایک ایک سوال کا مولانا نے متعدد تقریرون سے جواب ارقام فرمایا ہو چونکہ استوا کا مسئلہ معرکۃ الاراء تھا مختلف لوگون نے استفتے بغرض حصول جواب بھیجے اسلیے مجموعۂ فتاوی مین اسکے متعدد جواب نظر سے گذرے اس مقام پر اس مسئلے کے جسقدر جواب نظر سے گذرے پہلے اُنکو نقل کرتا ہون اسکے بعد مسلک حق کو بیان کرکے عبارت فتاوی کا مطلب لکھ کے افترا کی کیفیت ظاہر کیا چاہتا ہون مولانا ے مرحوم جلد اول مجموعۂ فتاوی کے نمبر ۲۴۹ مین فرماتے ہین استفتا۔ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلے مین کہ در باب آیات صفات مثل استوی علی العرش و ید اللہ وغیرہ مسلک تاویل حق ہی یا اور کوئی مسلک بینوا توجروا۔ ہو المصوب اس باب مین علما کے چند مسلک ہین ایک مسلک تاویل کہ استوا بمعنی استیلا و ید بمعنی قدرت و وجہ بمعنی ذات ہو علی ہذا القیاس اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہو دوسرا مسلک تشابہ فی المعنی و فی الکیفیۃ تیسرا مسلک معلوم المعنی متشابہ الکیفیۃ اور حق المنن مسلک ثالث ہو اور یہی مذہب صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و محدثین و فقہا و اصولیین محققین ہو شیخ الاسلام ذہبی سیر النبلا مین ترجمۂ قتیبہ بن سعید مین لکھتے ہین روی غیر واحد عن ابی العباس السراج فقال سمعت قتیبة یقول هذا قول ائمة الاسلام واهل السنة والجماعة ان ربنا عز وجل علی العرش انتہی ترجمۂ علی بن المدینی مین لکھتے ہین قال اکثر العلماء ان اللہ

علی العرش انتہی اور ترجمۂ اسحق بن راہویہ مین لکھتے ہین قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق
ما تقول فی قوله تعالی ما یکون من نجوی ثلثة الا هو رابعهم کیف تقول قال حیث
ما کنت فهو اقرب الیك وهو بائن من خلقه انتہی اور ترجمۂ مزنی مین لکھتے ہین قال محمد
بن اسمعیل سمعت المزنی یقول لا یصح لاحد التوحید حتی یعلم ان الله علی عرشه انتہی
اور ترجمۂ ابو حاتم رازی مین لکھتے ہین قال ابو حاتم مذهبنا واختیارنا اتباع رسول الله
واصحابه ونعتقد ان الله علی عرشه لیس کمثله شئ وهو السمیع البصیر انتہی اور ذہبی
نے کتاب العرش مین اسی قسم کے اقوال کہ جنسے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حق جلشانہ فوق العرش ہی بہایت
صدہا اصحابہ اور تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کیے ہین اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہین
بہی ذکر کیے ہین اور ابو شکور سالمی حنفی تمہید مین لکھتے ہین سال رجل عن الامام مالك عن قوله
تعالی الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال له الاستواء غیر مجهول والکیف
غیر معقول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة ما اراك الا ضالا فامر به فاخذا
هو جهم بن صفوان وقال ابو مطیع البلخی سألت ابا حنیفة فی من قال لا ادری این الله
فقال ابو حنیفة انه یکفر لانه خالف النص والله یقول الرحمن علی العرش استوی
اقرؤها وآمنوا به فقال ابو مطیع کیف استوی فقال آمنوا به کما جاء انتہی اور سراج الدین علی
حنفی قصیدۂ بدء الامالی مین کہتے ہین

ورب العرش فوق العرش لکن		بلا وصف التمکن واتصال

ملا علی قاری حنفی اسکی شرح مین لکھتے ہین سئل الشافعی عن الاستواء فقال آمنت به بلا تشبیه
واتهمت نفسی فی الادراك وامسکت عن الخوض واجمع السلف علی ان استواءه علی
العرش صفة بلا کیف نؤمن به ونکل العلم الی الله ومذهب الخلف تاویل الاستواء
بالاستیلاء ومختار السلف عدم التاویل بل اعتقاد التنزیل مع وصف التنزیه له
عما یوجب التشبیه کما قال مالك الاستواء معلوم والکیفیة مجهولة واختار امامنا
الاعظم وکذا کل ما ورد من الآیات والاحادیث المتشابهات من ذکر الید والوجه
ونحوه ومنه لفظ فوق فلا یؤولونه بالعظمة والرفعة کما قاله الخلف انتہی اور ابن
ہمام حنفی مؤلف فتح القدیر المسایرہ فی العقائد المنجیة فی الآخرہ مین لکھتے ہین نؤمن ان الله تعالی مستو

علی العرش مع الحکم بان استواءہ لیس کاستواء الاجسام من التمکن والمماسۃ والمحاذاۃ
بل بمعنے بلیق بہ وھو اعلم بہ وحاصلہ وجوب الایمان بانہ استوی علی العرش مع نفے
التشبیہ فاما کون المراد بہ استیلاء العرش فامر جائز الارادۃ لکن لا دلیل علیہ علیما
فالواجب علینا ما ذکرنا ہ وکذا کل ما ورد بہ مما ظاھرہ الجسمیۃ کالاصبع والقدم و
الید فیجب الایمان بہ فان الید والاصبع صفۃ لہ بمعنے الجارحۃ بل بمعنے بلیق بہ وقد
اوّل الید والاصبع بالقدرۃ والقھر لصرف العامۃ من فھم الجسمیۃ وھو ممکن ان یراد
ولا نجزم بارادتہ انتھی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر
حنفیہ سبکا یہ ہی کہ حق جل شانہ کی فوقیت عرش پر ید و وجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہین اور تاویل کرنا
ان سب کی صحیح نہین ہی منشاء تاویل کا صرف اسیقدر ہی کہ جب مجسمہ نے اس قسم کے آیات واحادیث سے
خیال تجسم کا کیا علمانے اُنکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اِس غرض سے کہ یہ معنی
مقبول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہۂ تجسم دفع ہوجاوے الحاصل آیات فوقیت واستواء ویدووجہ وغیرہ
سب معانی ظاہرہ پر مجہول ہین اور کیفیات اِن سب کے مجہول اور اسمین تجسم بھی لازم نہین آتا ہی کیونکہ جب
کیفیت مجہول کہی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئ کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تجسم کسی طرح سے لازم آئیگا
انتہی جلد اول مجموعۂ فتاوی کے نمبر ۵۲ مین ہی ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استواء
اور اُسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات معیت وقرب وغیرہ کو قرب ومعیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہی
اور معتقد اِس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہت شرح حکمت بنویہ مین ہی نعتقد انہ علی العرش مستوٍ
علیہ استواءً منزھًا عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش ومع ذلک ھو قریب من
کل موجودٍ وھو اقربُ من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام انتھی اور سیر النبلا مین ہی
قال اسحق بن راھویہ اجمع اھل العلم علی انہ تعالی علی العرش استوی وھو یعلم شیئًا فی
اسفل الارضین السابعۃ انتھی اور جامع ترمذی مین بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض
السفلی لھبط علی اللہ ثم قرأ رسول اللہ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم
مرقوم ہی قراءۃ الآیۃ تدل علی انہ اراد یھبط علی اللہ علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ
فی کل مکان وھو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ انتھی اور یہ جو مشہور ہی کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہی

غلط ہی بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ و شافعیہ و حنبلیہ و مالکیہ و محدثین وغیرہم کا ہی البتہ بعض حنابلہ استوا مع
بیان الکیفیۃ کے قائل ہو گئے ہین اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہین یہ مذہب ہمارے
جلد اول مجموعہ فتاوی کے نمبر ۲۵۶ مین ہی زید کہتا ہی رب العالمین کی ذات پاک کو کسی جگہ مین معین نہین کر سکتا
کہ عرش پر ہی یا زمین پر یا آسمان مین اور اسکے خلاف عقیدہ کرنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہی ذات پاک کا کل مخلوقات کے
اوپر عرش تا فرش محیط ہی اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور ہم نہین کہہ سکتے اس بات کو کہ رب العالمین یہان یا
وہان کہان ہی کوئی جگہ ہم اسکی تعین کی نہین کر سکتے اور ہر مخلوقات کو از عرش تا فرش اور سب اشیا کو پروردگار کے
ذات و علم کے ساتھ نسبت واحد ہی البتہ کوئی سرفراز اور صفت سے اور کوئی دوسری صفت سے ممتاز ہی تفاوت
ہی اور رب العالمین کی کوئی جہت معین ٹھیرا نہین سکتا اور احاطہ اور قرب اور معیت رب العالمین کی مین نہین
کہہ سکتا کہ کیسی ہی اور اسکے کیا معنی ہین اور کیا اسکی مراد ہی فقط ایمان لاسکتا ہی کہ جو کچھ رب العالمین کا ارادہ ہی
اسی پر ایمان لائے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور عمرو یہ کہتا ہی ذات باری تعالی بلا کیفیت خاصکر عرش ہی پر ہے
نہ مثل جسم کے اوپر جسم کے کیونکہ وہ جسم نہین ہی اور باوجود عرش پر ہونے کے بذاتہ و علمہ و قدرتہ سبکو محیط ہی اور سب سے
قریب ہی اور سب کے ساتھ جیسا اسکو لائق ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب فلک چہارم پر ہی اور سب کے ساتھ ہی اور رب العالمین
زمین و آسمان مین نہین ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب مین ہین نہین ہی اور ساتھ ہی البتہ بعلمہ و قدرتہ سبکو ایک طرح برابر
دیکھتا اور جانتا اور سنتا ہی اور جتنی صفتین اللہ تعالی کی کتاب و سنت مین ہین جیسے فوق العرش ہونا دیکھنا
سننا جاننا اترنا خوش ہونا غصہ ہاتھ منہ نفس وغیرہ سب کے معنی معلوم اور کیفیت متشابہ ہی یعنی مثل فوقیت دیکھنے
سننے جاننے اترنے خوش ہونے غصہ ہونے ہاتھ منہ نفس وغیرہ اسکے مخلوقات کے نہین ہی بلکہ کیفیت اسکی
اللہ تعالی ہی جانتا ہی جیسے اللہ تعالی کی بیشک ایک ذات ہی مگر نہ مثل ذات مخلوقات کے اسی کے مناسب اسکی سب
صفتین ہین نہ مثل صفات مخلوقات کے اور جتنی صفات سے کتاب و سنت مین اللہ تعالی کی تنزیہ ہی اس سے
سنزہ ہی غرض اثباتاً و نفیاً پیروی کتاب و سنت کی ضرور ہی اور زیادتی و کمی موجب ضلالت ان دونون عقیدون
مین موافقت اہل سنت و جماعت کی کسکا عقیدہ رکھتا ہی ہو المصوب اہل سنت کی رائے اس باب مین مختلف ہی
اگرچہ بعض مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح و مذہب جمہور محققین و ائمہ متورعین و محدثین وغیرہم مثل قول
عمرو کے ہی ابوشکور حنفی تمہید مین لکھتے ہین سئل مالك عن قوله تعالى الرحمن على العرش استوى كيف
استوى فقال الاستواء غير مجهول والكيف غير معقول والايمان به واجب والسوال عنه

بدعة ومارأك الا اضلا فامر به فاخرجوه فاذا هو جهم بن صفوان وقال ابو مطيع البلخي سالت
ابا حنيفة فی من قال لا ادری این الله قال ابو حنيفة انه يكفر لانه خالف النص والله يقول
الرحمن علی العرش استوی اقروها وامنوا به فقال ابو مطيع كيف استوی قال امنوا به كما
جاء الجواب انتهی اور حکمت نبویہ مین ہی له يد ووجه ونفس كما ذكر الله فی القران ولا يقال ان
قدرته هو يده لان فيه ابطال الصفة وهو قول اهل القدر والاعتزال ولكن يده صفة
له بلا كيف انتهی اور سیر النبلا مین ہی قال حرب الكرمانی قلت لاسحق بن راهويه ما تقول
فی قوله تعالی ما يكون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال حيث ما كنت
فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه وابين شئ فی ذلك قوله الرحمن علی
العرش استوی انتهی اور بھی اُس مین ہی قال السراج سمعت اسحق بن راهويه يقول دخلت علی
طاهر بن عبد الله عنده منصور بن طلحة فقال لی اتقول ان الله ينزل كل ليلة قلت
نؤمن به اذا انت لا تؤمن ان لك ربا فی السماء لا تحتاج ان تسالنی عن هذا قلت هذه
الصفات من الاستواء والنزول والاتيان قد صحت به النصوص ونقلها الخلف عن
السلف ولم يتعرضوا لها بردّ ولا تاويل بل انكروا علی من اوّل منه الاتفاق علی انها لا
تشبه نعوت المخلوقين وان الله ليس كمثله شئ انتهی جلد دوم مجموعة الفتاوی کے نمبر (۱)
مین ہی فی الواقع اعتقاد اس امر کا کہ ذات پروردگار کی تجلی خاص عرش پر ہی ساتھ تنزیہ کے اوہام وطرق تشبیہ
وتجسم سے اور معیت وقرب اُسکا علمی ہی موافق جمہور صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کے ہی انتہی چونکہ مابہ النزاع کا
انکشاف اُس نہ مانے تک نہین ہوسکتا جب تک مذاہب کا بیان صاف طور پر نہ کیا جاوے اور مذہب سلف
کی خصوصیات نہ بتائی جائین اسلیے انکا بیان کیا چاہتا ہون اس امر پر امت کا اجماع ہی کہ خداوند کریم کے لیے
تجسّم وحلول واستقرار محال ہی چنانچہ عقل بھی اسکو محال سمجھتی ہی اختلاف اس امر مین ہی کہ آیا آیات استوا مین
یہ بات کہسکتے ہین یا نہین کہ خداوند کریم جہت فوق وعلو مین بدون تکیف وتحدید کی ہی ایسے اختلاف سے دو
مذہب قرار پائے پہلا مذہب فوق کی معنی متعارف مراد نہین ہین بلکہ اسکا علم خداوند تعالی کو ہی مجکو کچھ
معلوم نہین یا یہ صفت زائدہ ہی جو جلالت شان باری تعالی کے لائق ہی جسکا مجکو علم نہین شیخ وابن سیب
وسفیان کہتے ہین کہ انپر ایمان واجب ہی ہم انکی تفسیر نہین کرتے قاضی باقلانی وغیرہ کہتے ہین کہ یہ آیات

واحادیث ایسی صفت زائدہ پر دلالت کرتے ہین جو خداوند کریم کی جلالت اور رتبے کے لائق ہی مگر تکیف وتحدید سے یہ صفت خالی ہی ہر فریق انکا اپنے اپنے مسلک کی اثبات پر دلائل پیش کرتا ہی چنانچہ ابن فورک کی تصانیف مین یہ مسئلہ نہایت بسط سے لکھا گیا ہی۔ دوسرا مذہب فوق کا اطلاق بدون تکیف وتحدید کے جائز ہی امام الحرمین ابوالمعالی نے ارشاد مین کرامیہ وبعض حشویہ سے اسکو نقل کیا ہی اور قاضی عیاض نے اسکو فقہا ومحدثین وبعض متکلمین اشعریہ سے نقل کیا ہی چنانچہ بعض ائمہ نے اس باب مین قاضی عیاض کا تخطیہ کیا ہی اور یہ کہا ہی کہ میرے خیال مین اشعریہ سے کوئی شخص اسکا قائل نہین ہی قاضی عیاض کو علم اصول مین بہت بڑی تبحر گاہ نہ تھی البتہ علم حدیث مین یہ بہت بڑے کامل تھے ایسی صورت مین انکی نقل علمائے اول سے قابل التفات نہین ہی اسیوجہ سے شفا مین انھون نے اس مسلک کو بعض اشعریہ سے نقل نہین کیا ہی ابن برزیزہ نے شرح ارشاد مین قلانسی سے اس مذہب کو مشایخ اشعریہ وبخاری وغیرہ سے حکایت کیا ہی اور ابن عبدالبر نے استذکار مین اس مذہب کو اختیار کیا ہی شیخ ابی محمد ابن ابی زید کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ انکا بھی یہی مسلک ہی چنانچہ شیخ عزالدین نے اس امر کو تسلیم کیا ہی کہ ابی محمد ابن ابی زید کی ظاہر عبارت سے جہت کا ثبوت ہوتا ہی خلف کہتے ہین کہ اس امر پر اجماع ہی کہ ان الفاظ سے وہ معنی حقیقی مراد نہین ہین جو عرف زبان مین جاری ہین پھر ایسے موقع پر سکوت کرنا عوام کو وہم مین ڈالنا ہی اور جہت فوقیت وعلو کو تجسم وحلول وتحیز ومماست ومبائنت ومحاذات لازم ہی یہ سب چیزین حادث ہین اور جو چیز کہ حوادث سے خالی نہو یا حوادث کی محتاج ہو وہ حادث ہی اور اللہ تعالی کا حدوث شرعاً وعقلاً محال ہی اسلیے ان الفاظ کو ایسے معانی پر حمل کرنا چاہیے جو قریب الماخذ ہون ومن جہت شرع وعقل ولسان عرب لائق ہون اور خداوند کریم کی تنزیہ ایسے امور سے ہو جنکا وہم ظاہر آیات واحادیث سے ہوتا ہی چنانچہ امام الحرمین ابوالمعالی نے اسکو لکھا ہی ان مذاہب مین مذہب ثانی مطرح انظار ہی یہ وہ مسلک ہی جسکی نسبت مختلف طور سے متاخرین نے تکفیر کی ہی جسکا بیان مقتضی تفصیل ہی مختار مذہب سلف ہی امام مالک کے قول کی تاویل مختلف طور پر کی گئی ہی علماء اپنے اپنے خیال کے موافق اسکی تاویل کرتے ہین بعض علما اسکو مذہب سلف پر محمول کرتے ہین ظاہر عبارت اسکی مؤید ہی ابن عبدالبر نے اپنے مذہب کے موافق اسکی تاویل کی ہی بعضون نے اسکو مذہب متکلمین پر محمول کیا ہی ابن تلمسانی شرح معالم مین لکھتے ہین کہ اسکے مطلب یہ ہین کہ محامل استوار کے لغت مین معلوم ہین البتہ یہ یقینی ہی کہ اس سے استقرار مراد نہین ہی بلکہ قہر واستیلاء مراد ہی اور کیف مجہول ہی کوئی محمل محامل لائقہ کے تعین مجہول نہین اور ایمان اسکے ساتھ واجب ہی یعنی اس بات کی تصدیق واجب ہی کہ اسکا کوئی محمل صحیح ہی اور سوا اس کے یہ ہے

حقیقت مذہب سلف

یعنی اسکا تعین طرق ظنیہ کے ساتھ کرنا نہ چاہیے اسلیے کہ یہ بزعم ظنون تصرف ہی اسماء وصفات اللہ تعالیٰ میں
اور جو بعد زمانۂ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیدا ہوئے وہ بدعت ہی اسمیں شبہہ نہیں کہ جب امام مالک کا قول امام اعظم
رحمہ شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے ملایا جاوے تو سب کا مرجع مذہب سلف پایا جاتا ہی غور سے یہ بات معلوم ہوتی ہی
کہ متاخرین کی نزاع لفظی ہی **جاننا چاہیے** کہ حقیقت مذہب سلف کا اصول یہ ہی کہ عوام کو سات امور کا لحاظ
کرنا چاہیے تقدیس۔ تصدیق۔ عجز کا اقرار۔ سکوت۔ امساک۔ کف۔ تسلیم اہل معرفت **تقدیس** کہتے ہین
حق تعالیٰ جل شانہ کو جسمیت ولوازم جسمیت ولوازم اعراض جسمیت وغیرہ سے پاک سمجھنا **تصدیق** کہتے ہین
اس امر پر ایمان لانے کو کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور جسکا آپنے ارادہ کیا وہ حق ہی آیۂ الرحمٰن
علی العرش استوی سے ایسے معنی مراد لیے گئے ہین جو خداوند کریم کے جلال وعظمت کے قابل ہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وصف اللہ تعالیٰ کا کیا ہی وہ سچ ہی ہمکو اسپر پورا یقین ہی ہم اسپر امنا وصدقنا کہتے
ہین اللہ تعالیٰ نے جو اپنا وصف خود فرمایا ہی وہ اُن معنون ہین حق ہی جسکا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہی اور
جس وجہ سے اُسنے کہا ہی اگرچہ اُسکی حقیقت پر ہمکو آگاہی نہین اگر یہ کہا جائے کہ تصدیق تصور کے بعد ہوتی ہی اور ایمان
بعد فہم معنی کے ہوتا ہی جب سمجھا ہی نہین تو ایمان کیسا اسکا جواب یہ ہی کہ ایمان مجمل امور سے بھی متعلق ہوسکتا ہی عقلمند
اس بات کو جانتا ہی کہ اس آیت سے کسی معنی کا ارادہ کیا گیا ہی ہر اسم کے لیے ایک مسمّٰی ہوتا ہی جب اُسکا اطلاق
کیا جاتا ہی اور اُسکا کوئی مخاطب قرار دیا جاتا ہی اُس سے اُس مسمّٰے کا ارادہ کیا جاتا ہی ایسی صورت مین مجملاً
یون اعتقاد ہوسکتا ہی کہ مین ایسے امر پر ایمان لاتا ہون جسکی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہی لفظ مجمل غیر مفصل کی بھی
تصدیق ہوسکتی ہی مثلاً یون کہا گیا کہ اِس گھر مین کوئی شے ہی اسکی تصدیق ہوسکتی ہی اسکا مفاد یہ ہوگا
کہ گھر خالی نہین ہی کچھ نہ کچھ اُس مین ہی یہ مجمل اسوجہ سے ہی کہ وہ شے نہ بتائی گئی اور مفصل اس خیال سے کہ یہ بتایا گیا
کہ اسمین کچھ ہی اسی طور پر جب استوی علی العرش سنا تو اس سے مجمل طور پر یہ معلوم ہوا کہ یہ نسبت استقرار
علی العرش کی ہی یا اقبال علی خلقہ ہی یا استیلاء علی الخلق بالقہر ہی یا کوئی اور اسی قسم کے معنی ہین اس
مجمل غیر مفصل کی تصدیق ممکن ہی امام مالک فرماتے ہین الاستواء معلوم اگر کہا جائے کہ ایسے لفظ سے مخاطب
کرنے کا فائدہ کیا ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ اس خطاب سے تفہیم راسخین فی العلم کی مراد ہی جو لوگ اسکے سمجھنے کی لیاقت
نہین رکھتے وہ اسکے مخاطب نہین ہین اور نہ وہ اسکے لائق ہین کہ وہ اس سے سوال کرین **اعتراف بالعجز**
کے یہ معنی ہین کہ اس امر کا اقرار کیا جائے کہ اُسکے مطلب کا سمجھنا اُسکے احاطۂ طاقت سے خارج ہی جو شخص

اسکے معنی مراد کو نہین سمجھ سکتا اُسپر لازم ہی کہ عجز کا اقرار کرے اور پڑ رہے نہ ہر جای مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن || امام مالک کہتے ہین الکیفیۃ مجھولۃ یعنی مراد کی تفصیل معلوم نہین اسکو
تو راسخون فی العلم جانتے ہین عوام کا یہ کام نہین ہی کہ وہ اسکا مطلب سمجھین سکوت کے یہ معنی ہین
کہ اُسکے معنی پوچھی جائین نہ اُس مین خوض کیا جائے اور یہ خیال کیا جاوے کہ اُس سے سوال بدعت ہی اس مین
خوض کرنے سے دین کو خطرہ پونہچیگا بلکہ کبھی اس طور پر کفر لازم آئیگا جسکی اُسکو خبر بھی نہ ہوگی یہ سکوت
عوام پر واجب ہی اسلیے کہ وہ ایسی چیز کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہین جسکے سمجھنے کی نہ اُنکو طاقت ہی
نہ اُن مین اس قسم کی لیاقت ہی اگر اُنھون نے کسی جاہل سے سوال کیا تو وہ چونکہ خود بے بہرہ ہی اسکا ایسا
جواب دیگا جسکے اعتقاد سے پوچھنے والا کافر ہو جائیگا اُسکو کیا معلوم ہی کہ جاہل کا جواب ناپ تشناب ہی
اگر اُنھون نے کسی عارف سے پوچھا تو وہ اُسکے سمجھانے سے عاجز ہی مثلاً اگر کسی لڑکے کو یہ سمجھائین کہ مکتب
مین جانے کے یہ فوائد ہین تو وہ کیا خاک سمجھے گا یا کسی بڑھیی کو رنگریزی کا فن سکھائین کہ اول دا کپڑا لوہ رنگا جاتا ہے
اور قرمزی رنگ کی یہ ترکیب ہی تو ہرگز اسکو نہ سمجھ سکے گا اسی طور پر جو لوگ کہ دنیا دار ہین اور علوم رسمی کی
طرف متوجہ ہین اُنکو امور آلہیہ کے معرفت نہین ہو سکتی جسطرح روٹی گوشت جو عمدہ غذا ہی شیر خوار لڑکے کو
اسوجہ سے مضر ہوتی ہی کہ اُسکے معدے مین ہضم کی صلاحیت نہین پائی جاتی اسی طور پر ایسے لوگون کو امور
آلہیہ کی تعلیم مضر ہوتی ہی جنمین استعداد اسکے سمجھنے کی نہین ہوتی حضرت عمر رض کا یہ معمول تھا کہ اُن سے
جو شخص آیات متشابہات سے سوال کرتا تھا وہ اُسکو درون سے پیٹتے تھے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
مسئلہ قدر کا سوال کیا گیا تو آپنے اُسکے جواب مین فرمایا فبھذا امرتم وقال انما ھلک من کان
قبلکم بکثرۃ السوال امام اعظم رح نے فرمایا امنوا بہ کما جاء **امساک** کہتے ہین الفاظ مین کسی
قسم کے تصریف و تبدیل نہ کرنے کو اور زیادتی و نقصان و جمع تفریق سے بچنے کو بلکہ سوائے اُس لفظ کے
دوسری لفظ نہ بولنے کو یہانتک کہ اعراب و تصریف و صیغہ اُسی طور پر بولا جائے جس طور پر وارد ہوا ہی
اُسمین اپنی طرف سے کسی طرح کا تصرف نہ کرین بعض الفاظ ایسے ہوتے ہین کہ انکا ترجمہ دوسری زبان مین
کرنے سے کچھ کے کچھ معنے ہو جاتے ہین دوسری لفظ مین اُسکا ترجمہ صحیح نہین ہو سکتا مثلاً لفظ استوا اسکا
ترجمہ اُردو مین سیدھا کھڑا ہونا ہی جو چیز کج ہو اُسکو سیدھا کہتے ہین اور جس چیز مین سکون و ثبات ہو
حرکت و اضطراب نہو اُسکو کھڑا کہتے ہین خداوند تعالی کی ذات ایسی صفات سے پاک ہی تو یہ ترجمہ غلط

ٹھیرا جب استوی علی العرش کہا گیا تو مستوی و مستوی بھی کہنا نہ چاہیے تاکہ صیغے کے اختلاف سے معنی مین اختلاف
پیدا نہو **کف** کہتے ہین اپنے دل کو بحث و فکر سے خالی کرنے کو جسطرح عوام پر یہ واجب ہی کہ اپنی زبان کو
سوال و تصرف سے باز رکھین اسی طور پر اُنکو واجب یہ ہی کہ اس باب مین غور بھی نہ کیا کرین **تسلیم لا بلہ**
اسے کہتے ہین کہ آدمی اس امر کا اعتقاد کرے کہ اگرچہ بسبب عجز کے یہ امر اُس پر مخفی رہا مگر راسخین فی العلم پر
مخفی نہین ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت صدیق اکبرؓ و اکابر صحابہ و اولیاے کاملین و علماے راسخین
پر اسکے معنی ظاہر ہین اُنکا قیاس اپنی ذات پر نہ کرنا چاہیے غرض اس سے سوال بدعت ہی حضرت عمرؓ سے
کسی نے دو آیات متشابہات کا سوال کیا حضرت عمرؓ نے اُسکو درون سے پٹوایا ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے
پوچھا کہ قرآن مخلوق ہی یا نہین حضرت عمرؓ نے سنکر تعجب کیا اور اُسکا ہاتھ تھام کے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس
لائے اور کیفیت بیان کی حضرت علیؓ کو اسکے سننے سے غصہ آیا اور رنج سے چپ ہو رہے اور گردن نیچی کر لی
پھر سر کو اُٹھایا اور فرمایا کہ اخیر زمانے مین اس قسم کی باتین پیدا ہونگی اگر مین ایسا پاؤنگا تو گردن مار دونگا
اس حدیث کو امام حنبل نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہی حضرت علیؓ نے اس قول کو حضرت عمرؓ و ابوہریرہؓ
کے سامنے کہا تھا حضرت عمرؓ و ابی ہریرہؓ نے کچھ اس پر تعرض نہ کیا سوا اسکے بہت سے صحابہؓ نے اسکو سنا مگر کسی نے
اسپر اعتراض نکیا اس مقام پر ہم امور سبعہ کو مولانا مرحوم کے فتوی سے ثابت کیے دیتے ہین **تقدیس**
جسمیت و لوازم جسمیت و لوازم اعراض جسمیت ایسی چیزون مین ہین کہ کوئی مسلمان انکا انکار نہین کر سکتا چونکہ
ہر امر مین مولانا ناقل ہین ایسی صورت مین عبارت منقولہ کو دیکھنا چاہیے مسائرہ مین لکھا ہی کہ اُسکا
استوا مثل استوای اجسام کے نہین ہی جن مین تمکن مماسہ و محاذات ہوتی ہی دیکھو فتوی نمبر ۲۴۶ ص ۲۵۶
کی عبارت مین ہی مع لاتفاق علی انہا لا تشبہ نعوت المخلوقین وان اللہ لیس
کمثلہ شئ انتہی دیکھو فتوی ۲۵۶ ان عبارتون سے صاف تصدیق تقدیس کی ثابت ہی **تصدیق**
کا ثبوت اس سے ہوتا ہی کہ جب مذہب سلف کا اختیار کیا گیا تو اس آیت مین اپنی طرف سے کچھ ملایا نہ گیا
بلکہ اللہ و اللہ کے رسول پر چھوڑ دیا گیا اسی کو تصدیق کہتے ہین دیکھو فتوی ۲۴۹ مین امام اعظم و امام مالک
و امام شافعی کے اقوال منقولہ **اعتراف بالعجز** کا بھی ثبوت فتوی مین موجود ہی اسمین امام مالک کا قول
الکیف غیر معقول و امام اعظم کا قول اٰمنوا بہ کما جاء نقل کیا گیا ہی دیکھو فتوی ۲۴۹-۲۵۶ **سکوت**
اس باب مین امام مالک کا قول نقل کیا گیا ہی والسوال عنہ بدعۃ دیکھو فتوی ۲۴۹-۲۵۶ **امساک** مولانا نے

کسی قسم کی زیادتی ونقصان وجمع وتفریق نہین کی ہی اعراب تصریف صیغہ سب کو اپنی حالت پر رکھا ہی
چنانچہ امام مالک امام اعظم کے قول کو نقل کیا اور امام شافعی کے کلام مین توصاف لکھا ہی وامسکت
عن الخوض دیکھو فتوی ۲۴۹ کف اس پر قول امام مالک امام اعظم وامام شافعی کا صریح دلالت
کرتا ہی دیکھو فتوی ۲۴۹ **تسلیم لاہلہ** اسکا بھی ثبوت نہین ائمہ ثلاثہ کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہی امام مالک
فرماتے ہین والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ دیکھو فتوی ۲۴۹ جب یہ بات ثابت
ہوگئی کہ مولانا سے مرحوم نے ائمہ مجتہدین کے اقوال کو نقل فرمایا ہی جو عین مذہب سلف ہی تو یہ بات محض
افترا ہی کہ مولانا نے خداوند تعالی کے لیے جہت وجسمیت ثابت کی ہی البتہ یہ دستور ہی کہ جب مذہب منصور
نقل کیا جاتا ہی تو مذہب مخالف بھی ذکر کیا جاتا ہی کہ تعرف الاشیاء باضدادھا اسی وجہ سے ہدایہ
وحکمت نبویہ وغیرہ کے اقوال ذکر کیے گئے اس مقام پر دو شبہے ہوتے ہین **پہلا شبہہ** فتوی ۲۴۹ مین ہی
اور حق ان مین مسلک ثالث ہی یہ وہی مذہب ہی جو مبحوث عنہ ہی اور پھر اسمین لکھا ہی ان عبارات سے معلوم
ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ الخ اور فتوی ۲۵۶ مین ہی اگرچہ بعضے مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح
ومذہب جمہور محققین ائمہ متبوعین ومحدثین وغیرہم مثل قول عمرو کے ہی انتہی بادی النظر مین یہ عبارت
کسی کی بڑھائی ہوئی ہی اسپر کئی دلیلین پیش کرتا ہون **پہلی دلیل** مولانا مرحوم نے فتاوی مذکورہ مین
ایسی عبارتین نقل کی ہین جن سے مذہب سلف کی تائید ہوتی ہی اگر یہ مذہب معتمد علیہ ہوتا تو امام مالک وامام
اعظم وابن ہمام واسحق ابن راہویہ کی عبارت نقل فرماتے **دوسری دلیل** مولانا سے مرحوم نے فتح المبین پر
اپنی دستخط اور مہر کی ہی جسمین مذہب سلف اختیار کیا گیا ہی **تیسری دلیل** مخالفین کا خود یہ قول ہی کہ
مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مسئلہ استوا مین کچھ لوگون نے زیادتی وکمی کی ہی ایسی صورت مین ان فتاوی پر
یقین نہین ہوسکتا کہ بدون کسی قسم کی تحریف کی ہین جب انمین زیادتی وکمی ہوئی ہی تو انکے ذریعے سے کوئی الزام
مولانا مرحوم پر قائم نہین ہوسکتا ثبوت الزام کے لیے یہ ضرور ہی کہ پہلے ثابت کیا جائے کہ جو کچھ ان فتاوی مین ہی
وہ مولانا مرحوم کا لکھا ہوا ہی جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے ہرگز الزام لائق تسلیم نہین ہوسکتا رہی عبارت
ابراز الغی کی ما وافقت ابن تیمیۃ الا لانہ وافق الخ یہ بطور منع ونقض تفصیلی کی ہی چنانچہ جناب
مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے رسالہ تصحیح مین لکھا ہی **دوسرا شبہہ** فتوی نمبر ۲۵۵ مین ہی
ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استوا اور اسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات

بیان پہلے شبہہ کا کیا جاتا ہی کہ ابراز الغی کی عبارت کا ترجمہ جناب مولوی وکیل احمد سکندرپوری نے رسالہ تصحیح مین لکھا ہی وہ ابراز الغی کی لسان و لسان کے مخالف ہی اسکا جواب ہی فتاوی مذکورہ مین عبارت ابراز الغی کی جو نقل کی گئی ہی وہ بعض الفاظ کی عبارت لکھی گئی ہی مولوی وکیل صاحب سکندرپوری نے رسالہ تصحیح مین جو ترجمہ فرمایا ہی اب رسالہ تصحیح مین ہی اسکا کچھ پتہ نہین ہی مولوی صاحب موصوف کا اگر مشہور عبارت منقولہ صحیح ہی تو مشتہر کی عبارت منقولہ غلط ٹھہری تمہارا ہاتھ اسکا گریبان یا اسکا ہاتھ تمہارا گریبان اب مہربانی سے تم لوگ آپس مین سمجھ

معیت وقرب وغیرہ کو قرب ومعیت علمی پر خیال کرنا مذہب اہل سنت کا ہی اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہیت انتہی جب ایسا شخص کافر ہی تو اہل سنت سے کیونکر ہوگا اسکا جواب یہ ہی کہ ایسا نہین ہی علامہ ابن حجر مکی نے تیمی فتاوی حدیثیہ مین امام عزالدین سے نقل کرتے ہین والاصح ان معتقد الجهة لا یکفر لان علماء المسلمین لم یخرجوهم عن الاسلام بل حکموا لهم بالاسلام ث من المسلمین وبالدفن فی مقابر المسلمین و تحریم دمائهم واموالهم وایجاب الصلوة علیهم اس مقام پر فتوی نمبر (۱) سے ہمنے اسوجہ سے بحث نہ کی کہ اُس مین تجلی کا ذکر ہی جو ماخن فیہ سے خارج ہی اس سے ثابت ہوگیا کہ تحریفات کو علیحدہ کرکے دیکھو تو معلوم ہوجائیگا کہ مولانا وہی فرماتے ہین جو سلف فرماگئے ہین ؎

ہر چند زمین و آسمان می بینی | لیکن نشناسی کہ چسان می بینی
ای نور نگاہ تو عبارات اسمان | چیزی کی شنیدہ ہمان می بینی

ملخص یہ ہی کہ مولانا مرحوم کا یہ مسلک ہی کہ آیات متشابہات سے ہی ہمکو اسکے معنے کچھ معلوم نہین ہم اسپر ایمان لائے ہین کہ رحمن کا استواء عرش پر ہی نہ مولانا ہی مرحوم جہت وجسمیت باری تعالی کے قائل ہین اور نہ اسکی نسبت صحابہ وائمہ کی طرف کرتے ہین یہ سب افترا ہی ؎

یہ ساری چھل بل تجھین بھلا دین | جو آؤ پاس اپنے تو بتا دین
کہ یہ مزا اختیار مین ہی | کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین

دوسرا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور چھ خاتم نبوت ہوئے اور وہ ختم نبوت مین آپکے ساتھ شریک ہوئے یہ عقیدہ باطل اور تمام کتب عقائد سنت وجماعت کے مخالف ہی اور خاتم الانبیاء اضافی قرار دینا ڈھکوسلا ہی ہم کہتے ہین کہ مولانا مرحوم سے یون سوال کیا گیا کہ ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ جیسے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ومتحقق ہین اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی جمیع صفات اور ماہیت مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس کا کتاب در منثور وغیرہ سے ان اللہ خلق سبعة ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراهیم کابراهیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم آیا یہ قول اسکا یعنی موجود ومتحقق ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہی یا خلاف اہل سنت وجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اسکا کیا حال ہی اُس سے یہ عقیدہ ثابت ہی یا نہین مولانا مرحوم نے اسکے جواب مین پہلی حدیث کو معتبر ثابت کیا پھر یہ لکھا کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہین اور اُن مین مخلوقات الٰہی موجود ہین اسکو ثابت کرکے یہ تحریر فرمایا کہ جملہ طبقات باقیہ مین انبیا کا ہونا بھی ثابت ہی تفسیر جلالین سے یہ بات ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ مین بھی وحی لی جاتی تھی پھر اسکے بعد تحریر فرماتے ہین کہ ہر گاہ طبقات باقیہ مین وجود مخلوقات الٰہی کا ثابت ہی اور کوئی مخلوق اللہ تعالی کی محل نہین چھوڑی گئی

دوسرا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور چھ خاتم نبوت ہوئے

لابد ہی کہ وہان بھی راہ نما ہون گے اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے یہ ثابت ہی کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ مین بھی
وحی لیجاتے تھے چنانچہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یعنی
سبع ارضین بتنزل الامر الوحی بینھن بین السموات والارض ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ
الی الارض السابعۃ انتھی ہر گاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ ایک ایک نبی
خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ مین ثابت لیکن اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ثابت
نہین ہو سکتا اسواسطے کہ کلام عرب مین کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہی اور تشبیہ مین لازم نہین ہی کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی
مشبہ سے بلکہ کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالی فرماتا ہی اللہ نور السموات والارض
مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ دی ہی ساتھ نور مشکوۃ کے
ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی واحسن ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کنبیکم سے یہ امر
ہرگز ثابت نہین ہی کہ خاتم الانبیا طبقات باقیہ کا مثل خاتم الانبیا اس طبقے کے ہی بلکہ یہ تشبیہ فقط تعلیم وتفہیم کے واسطے ہی
اس غرض سے کہ جس طرح سے یہ خاتم الرسل اس طبقے مین ہین اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقے مین ہی نہ یہ کہ وہ خاتم مثل
اس خاتم کے ہین بلکہ اگر غور کیا جائے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل ہمارے خاتم الانبیا کے نہین ہین
کیونکہ اسی حدیث مین لفظ ادم کادم مکرر بھی وارد ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اولاد
ہمارے آدم کی نہین ہین بلکہ دوسرے آدم کی اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم اس عالم تمام مخلوقات
حتی کہ ملائکہ سے بھی افضل ہین اور آیت ولقد کرمنا بنی ادم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا
اتفاق ہی اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن پاک مین انکا
ذکر ہی اُن سے مراد انبیا اسی طبقے کے ہین نہ انبیا طبقات باقیہ کے اور حدیث صحیح مین وارد ہی انا سید ولد ادم
ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والاخرین اب یہان سے دو مقدمے مہیا ہوے
اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیا تمام اولاد آدم سے افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل
ہی بعد ترکیب ان دونون مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیا افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیا طبقات
باقیہ کے ساتھ ہمارے خاتم الانبیا کے کیسے ثابت ہو گی علاوہ یہ کہ مماثلت مین مابہیت واتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان
انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن یا فرشتے کے مماثل نہین کہلاتا اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول
ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہین اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہی

کہ نبی ہر قوم کا اُسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اُسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اُسکی متابعت کرے اسیواسطے
بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیاے مخلوقات طبقات باقیہ کے
بھی انھین کی صنف سے اور انھین کی جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیا ہمارے جنس سے ہین پس دونون خاتم مین مماثلت
کہ عبارت ہی اتحاد صنف وصفات سے کیونکر ہوگی ہان اسقدر مین دونون شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم انبیا
اِس طبقے کے ہوئے اور طبقات باقیہ کے خاتم اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوئے لیکن مجرد اِس شرکت سے مماثلت کا
اطلاق درست نہین الحاصل حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیا افضل مخلوق اللہ صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کا باطل ہی اور اِس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اُس سے ثابت ہی مقام
افسوس وتعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان مدت قریب تیرہ سو کی گذری اور اس مدت مین صدہا
فقہا ومحدثین اور ہزارہا علما وصحابہ وتابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسی کے خیال مبارک مین موجود
ہونا امثال نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اِس صاحب عقیدہ کے خاطر عاطر مین آیا انا للہ
وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم بدأ الدین غریبًا و
سیعود غریبًا نازم برین عقل ودانش اگر شیوع جہل کی یہی کیفیت رہی تو دیکھا چاہیے کہ کیسے کیسے عقائد
فاسدہ احادیث صحیحہ سے اَفہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اِس عالم مین برپا کرینگے انتہی انصاف
کی عینک آنکھ پر رکھ کے اس تقریر کو ابتدا سے انتہا تک ملاحظہ فرمائیے اسمین مماثلت خاتم الانبیا کی نفی ہی
یا اثبات اگر یہ اثبات ہی تو پھر یہ ارشاد ہو کہ نفی کسکا نام ہی نفی واثبات ایسے معارض جملے ہین جو ایک دوسرے
سے ممتاز ہین مفتی نے اپنی پوری قوت نفی مماثلت مین ایسی صرف کی ہی جسطرح کوئی پہلوان کسی اکھاڑے مین
زور آزمائی کرکے پسینے پسینے ہوجاتا ہی آخر مین مفتی نے ایسے لوگون کے حال پر نہایت افسوس ظاہر کیا ہی جو لوگ
اس حدیث سے شبہے کی دلدل مین پھنس گئے ہین جناب مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی قاضی ومفتی مولانا محمد اللہ
صاحب لکھنوی مولوی انور علی صاحب لکھنوی جنکی جلالت کا ڈنکا تمام ہندوستان مین بج رہا ہی اُس
فتوی کی تصحیح بڑی دھوم دھام سے کی مولوی محمد ابراہیم ومولوی محمد لطف اللہ صاحب بھی نامی علما مین جنکی
تصحیح اِس فتوے پر موجود ہی اگر مولوی عبدالحی صاحب اس فتوے کی تحریر سے فاسد العقیدہ قرار پائے تو یہ نامی علما
اُس سے بچ نہین سکتے ؎ تنہا نہ گذشتہ ام ازین دین | این گونہ بہ عشق اکثر اند | مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا
بھی یہی مسلک ہی معترض اپنے خیالی اعتراض کے ذریعے سے جو چاہین کھچڑی پکایا کرین اگر یہ نامی علما فاسد العقیدہ

ٹھیرے تو کیا دنیا میں اگر ایمان دار ہین تو صرف جناب معترض اس شوخی و جرأت کا کچھ ٹھکانا ہی ؎

باین شوخی کہ مستِ نا بیبا کانہ می آید	ہمان نام خدا طفلے بمنی دست می دانم	

اس مقام پر بھی کہا جائیگا کہ قصور معاف ان علما کا کہنا سب صحیح ہی جو کچھ قصور ہی تمھاری فہم کا جو کچھ کجی ہی وہ تمھاری رائے مین ہی ان علما کا دامن فساد عقیدت سے بالکل پاک صاف ہی ایسے مفتریات سے نیک نامی کا افق غبار تیرہ و تار ہو جاتا ہی اور کلنگ کا ٹیکہ ایسا لگ جاتا ہی جو مٹائے نہین مٹتا یہ کشتی بانجھ دھار مین ایسی ڈوبتی ہی جو تحت الثرٰی کو پہونچ جاتی ہی تنکی کا بھی سہارا نہین ملتا ؎

چون تو کا فرندیدہ ام بخدا	ہیچکس این چنین چفا نکند	

دنیا مین ابھی ہزارون لاکھون فہمی علم پر کھنے والے موجود ہین عبارت نامے صحیحین کے دیکھو مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی تحریر فرماتے ہین واقعی موجود ہونا امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مین بمعنی مذکور کے باطل ہی اور یہ عقیدہ خلاف اہل سنت جماعت کے ہی اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی بحسب قول حاکم کے صحیح ہی لیکن اُس سے یہ عقیدہ ثابت نہین انتہی مولانا مفتی محمد سعد اللہ مرحوم لکھتے ہین للہ در المجیب حیث اتی بجوابٍ رائقٍ عجیبٍ فی الواقع و ترشیحیہ مشارکت مشبہ و مشبہ بہ در نفس وجہی باشد نہ در امور دیگر مثلا در زیدٌ کالاسد مشارکت در شجاعت ست پس لازم نمی آید کہ مماثلت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فھکذا فیما نحن فیہ انتہے مولوی انور علی صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہین یہ جواب مشتمل ہی اور بغایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے نسلمہ اللہ تعالی و ابقاہ اور فی الواقع عرض کان سے ہیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی کنبیکم فقط توضیح اور تبیین ہی نہ مماثلت ہیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کی کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہی اکثر احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتے ہین اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان صفات کی اور بھی اگر خاتم الانبیا ہر ہر طبقے کا ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہو تو منجملہ ان صفات کے آپکی ایک صفت یہ ہو کہ آپ طبقۂ فوقانی کے خاتم الانبیا ہین پس چاہیے کہ وہ بھی اسی طبقۂ فوقانی کے خاتم الانبیا ہون ھذا باطل قطعا اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بعضون کے نزدیک طبقات سبع زمین کی ثابت نہین ہین تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگون کے مؤول ہوگی مگر قول بوجود طبقات ہفت گانہ زمین کی اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقے اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کی سوق آیت و حدیث صحیح سے اظہر ہی و جواب مجیب سلمہ اللہ تعالی واسطے اُسکے شافی اور کافی ہی انتہی ملخصا معترض نے جو اس فتوے پر بہتان باندھا ہی اس اعتراض مین اُسکے گھر کا پلیتھن بھی نہین لگا ہی مولانا مرحوم کی حیات مین بعض اشخاص نے اعتراض کیا تھا جسکا جواب مولانا نے رسالہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس مین جو مشہور رسالہ ہی نہایت بسط سے ادا فرمایا ہی اسکے بعد مولانا نے رسالہ زجر الناس علی ایمانہم بالتاثیر

مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی اور مفتی محمد سعد اللہ صاحب اور مولوی انور علی صاحب کی تصحیح

ابن عباس تحریر فرمایا اس رسالے مین بھی اس اعتراض کے پرخچے اڑا دیے ہین یہ رسالہ بھی شائع ہو چکا ہی جو اعتراض
کئی مرتبہ حل کیا گیا ہی پھر اُسکا پیش کرنا جہالت ہی البتہ اگر یہ وہ علمی ہوتا تو اوسکا مقتضی یہ تھا کہ دافع الوسواس جیسے
کے مستحکم دلائل اٹھائے جاتے ؎

ترا ای جان جان از عالم استغنا نمی زیبد	نمی زیبد ترا ای شوخ بی پروا نمی زیبد

دافع الوسواس مین ہی بنسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بہ نسبت اہل دیگر طبقات کی طرف
جواب فقیر کے افترا بحت ہی کہین اُسمین یہ مضمون نہین ہی ملخص جواب سابق کا اسیقدر ہی کہ اثر مذکور صحیح ہی اور اُس سے
طبقات باقیہ مین سلسلہ اولاد آدم و خواتم کا ہونا ثابت ہی لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہین ہین اس سے یہ کہان
ثابت ہوا کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقے کے ہی اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت ہر
طبقے مین ثابت ہی اور ہر سلسلے کے واسطے ایک آخر ضرور ہی بناء علیہ مین نے خواتم کا اطلاق کیا بمعنی خواتم اضافیہ
نہ بمعنی اسکے کہ بعثت نبویہ ساتھ اسی طبقے کے خاص ہی اور ہر ہر طبقے مین وہان کے آخر الانبیا کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ
یہ امر کسی دلیل سے ثابت نہین اور میری راے اسطرف ہرگز مائل نہین جو میری طرف اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری
ہی انتہی پھر اُسی رسالے مین فرماتے ہین مخفی نرہے کہ اس اثر ابن عباس مین علما کے تین مسلک ہین مسلک اول
یہ ہی کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال ہی جو برزخ ہی درمیان عالم غیب اور عالم شہادت کے اور یہی مسلک
صوفیہ کا ہی چنانچہ قاضی حسین بن محمد دیار بکری مالکی نے اپنی کتاب الخمیس فی احوال انفس نفیس
مین لکھا ہی دوسرا مسلک تاویل ہا ین طور کہ ہر طبقے مین ایک ایک مقتدا و ہادی تھا کہ
ایک ایک نبی اس طبقے سے احکام کو لے کے اپنی اپنی قوم پر پونچاتا تھا اور وہ ہادی
اس طبقے کے نبی کے نام کے ساتھ مسمی تھا مثلاً حضرت آدم کے عہد مین ایک ہادی ہر ہر طبقے مین تھا کہ آدم سے
وہ احکام ماخوذ کر کے اپنے طائفے کو سناتا تھا اور وہ مسمی باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا دہلوی ہی وعلی ہذا القیاس
ابراہیم کا براہیمکو وعیسے کعیسکو ونبی کنبیکو اور اس مسلک کو اختیار کیا ہی قسطلانی نے اور سیوطی
اور زرقانی نے مگر کسی نے اسکے ساتھ جزم نہین کیا بلکہ بطور احتمال مجرد کے اور عبارات تزئیف کے بیان کیا چنانچہ
قسطلانی نے یحتمل کی لفظ سے تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یؤول ذکر کیا تیسرا مسلک تحقیق وہ یہ کہ ہر ہر طبقے
مین وہان کے سکان پر انبیا مبعوث ہوئے اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھے مثل انبیا اس طبقے کے نہ یہ کہ فقط
سفیر ہون درمیان یہان کے رسل کے اور وہان کے سکان کے اور اُسی کو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے
آکام المرجان فی احکام الجان مین انتہی ملخصاً جب یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ انتساب افترائے محض ہی تو یہ جاننا چاہیے

کہ خاتم کی دو قسم ہین حقیقی و اضافی خاتم حقیقی اُسے کہتے ہین جسکے بعد کوئی خاتم نہو خاتم اضافی اُسے کہتے ہین جو
بہ نسبت بعض کے خاتم ہو نہ بہ نسبت بعض کے جو لوگ اثر ابن عباس کو صحیح خیال کرتے ہین انپر لازم ہی کہ وہ خاتم
اضافی کا ارادہ کرین نہین تو یہ اثر خلاف عقیدہ اہل سنت ہو جائیگی دافع الوسواس مین ہی پس بسبب ان وجوہ
کے ہم کہتے ہین کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے نہین ہو سکتا ورنہ
خاتمیت باقی نہ رہیگی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہوا ہوگا یا ہم عصر بر تقدیر اول آنحضرت
کے خاتم حقیقی ہونے مین کسیطرح کا شبہہ نہین ہی اور بر تقدیر ثانی احتمال اس امر کا کہ دعوت اسلام خاص ساتھ
اس طبقے کے ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقے کے انبیا کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ
مین وہان کے نبی کی دعوت ہو قائم ہی لیکن صحیح یہ ہی کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہی بدون تخصیص زمان
یا مکان کے کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان جو ہم عصر ہمارے خاتم انبیا کے ہوئے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے
اگر مکلف نہ تھے تو انپر کسی نبی کے بعثت کی حاجت نہین اگر مکلف تھے تو ضرور بعثت نبویہ مین داخل ہونگے جیسا کہ
لفظ عالمین اور خلق کا اقتضا ہی اور تخصیص اُسکے ساتھ خلق اور سکان اس طبقے کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہی لیکن بغیر قیام
کسی دلیل قطعی آخر کے کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقے کے جرات تخصیص پر نہین ہو سکتے پس
بر تقدیر اتحاد عصر اس امر کا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان
کے نسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر پر حقیقی ہوگا اور دعوت
آپ کی عام ہوگی اور ختم ہر آخر سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بنسبت اپنے اپنے طبقے کے نہ بنسبت جملہ طبقات کے الحاصل
مقصود نبی کنیکو سے تشبیہ آخر ایک ایک طبقے کو ساتھ خاتم جملہ طبقات کے مجرد ختم مین ہی نہ ختم حقیقی مین اور نہ
مماثلت صفات مختصہ کمالیہ مین انتہی جو شخص اسکو ڈھکوسلا سمجھتا ہی تو انپر لازم ہی کہ بر تقدیر تسلیم اس اثر کے خاتم کی کوئی
کوئی ایسی تاویل کا شتر غمزہ دکھائے جسکا اثر ختم رسالت پر نہ پڑے ؎

اے مولوی مدرسہ گفت و شنید	فکر تو بہ مشکلات ہر علم رسید
می دیدی کاش انچہ می باید دید	چشم تو گر فتار سپیدست و سیاہ

سچ تو یہ ہی کہ اس سے عمدہ کوئی توجیہ نہین ہو سکتی اس ارض کی اہل شرع اہل کشف اہل فلسفہ سب قائل ہین مگر ہر مسلک مین
اپنی تحقیق و رویت و دلیل پر ایک ایک نئے نئے حالات بیان کیے جاتے ہین احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہی کہ زمین کے
سات طبقات ہین جیسے آسمان کے ہر طبقے مین پانسو برس کی منزل ہی حق تعالی جل جلالہ فرماتا ہی اللہ الذی
خلق سبع سمٰوٰتٍ ومن الارض مثلھن اور ہر زمین کے طبقے مین عالم آباد ہی بعضون نے اسکی تفصیل کو خدا کے

زمین کے سات طبقے ہین

علم پر چھوڑ دیا ہی جیسے شہاب خفاجی حواشی تفسیر بیضاوی میں اور سید شریف جرجانی شرح مواقف میں اور ابن ابی جمرہ
شرح مختصر صحیح بخاری میں بعض کہتے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین جن رہتے ہین چنانچہ بعض اخبار سے یہ بات ظاہر ہی
یہ مسلک شبلی وزرقانی وحلبی وقسطلانی کا ہی بعضون کا قول یہ ہی کہ ہر ہر طبقے مین ایک ایک قسم کی خلقت ہی
وہب بن منبہ کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے زمین کو پیدا کیا اسوقت ایک طبقہ تھی پھر اسکو پھاڑ کے سات
طبقے بنائے آسمان مین بھی اسی قسم کی کارروائی ہوئی اور ہر طبقے طبقے مین زمین کے پانسو برس کی منزل کا
بعد قرار دیا پہلے طبقے کا نام اریم ہی دوسرے کا نام بسیط تیسرے کا ثقیل چوتھے کا بطیحہ پانچوین کا حنین چھٹے کا
ماسکہ ساتوین کا ثرئی طبقہ ثانیہ مین جوامت رہتی ہی اسکا نام تمس ہی یہ اپنا گوشت کھاتے ہین اور اپنا خون
پیتے ہین تیسرے طبقے مین ایسی امت ہی جنکا چہرہ آدمی کا سا ہی اور انکے منہ کتے کے سے اور ہاتھ بھی انکے آدمی کے
سے ہین اور انکے پانوں بیل کے سے ہین انکے بدن پر بکری کی طرح سے بال ہین یہی انکے کپڑے کے قائم مقام ہین چوتھے
طبقے کی امت کا نام حلہام ہی نہ انکی آنکھ ہی نہ انکے پانوں البتہ انکے بازو ہین پانچوین طبقے مین جوامت ہی وہ مثل
اونٹ کے ہی انکی بڑی بڑی دُم ہی ہر دُم تین سو گز کے برابر ہی چھٹے طبقے مین جو امت ہی انکا نام حشوم ہی یہ کالی
لوگ ہین انکے جنگل مثل درندے جانور کے ہین ساتوین زمین مین شیطان اور انکا گروہ ہی ارباب کشف عالم مثالی
روحانی کے قائل ہین یہ جوہر جسمانی کے ساتھ اس امر مین مشابہ ہی کہ محسوس مقداری ہی اور جوہر مجرد عقلی کے ساتھ
اس امر مین مشابہ ہی کہ نورانی ہی غرض عالم مثالی نہ جسم مرکب مادی ہی نہ جوہر مجرد عقلی ہی بلکہ یہ ان دونون مین جامع ہی
اور یہ بات ظاہر ہی کہ جو چیز دو چیزون مین برزخ ہو اسکے لیے یہ ضرور ہی کہ ان دو چیزون کے غیر ہو البتہ اس مین
دو جہتین ہونی چاہیین جن سے اسکو ان دونون کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہو شیخ محی الدین بن عربی نے
فتوحات مکیہ مین اسکی کیفیت نہایت تفصیل سے لکھی ہی اسکا مختصر یہ ہی کہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام
کو مٹی کے خمیر سے پیدا کیا اس خمیر سے جو کچھ بچ رہا اُس سے خرمے کا درخت بنایا اس وجہ سے نخلہ کو پھوپھی کہتے ہین
مگر اسکے بعد بھی اس خمیر سے تل کے برابر بچ رہا دستور یہ ہی کہ صناع جب کسی چیز بنانے کے لیے خمیر طیار کرتے ہین تو
اُس چیز کے بنانے کے بعد کچھ مادہ خمیر کا بچ رہتا ہی تو اُس سے کوئی چھوٹی چیز بناتے ہین جب اُس سے بھی کچھ خمیر
بچ رہتی ہی تو کوئی تیسری چیز بنا لیتے ہین تاکہ خمیر کا کوئی جزو ضائع نہو مثلاً جب روٹی پکاتے ہین اور خمیر
بچ رہتا ہی تو ایک کلچہ پکا لیتے ہین پھر کٹھرے کی کھرچن سے ایک چھوٹی سی ٹکرے لگا کے لڑکون کے ہاتھ مین دیتے ہین
خداوند عالم نے اپنی صنعت کو دکھایا کہ اُس جزو خمیر کو پھیلا کے ایسی زمین بنائی جسکی فضا نہایت درجے کو

عالم مثالی کی تعریف اور اسکے وجود پر دلیل

وسیع ہی اور پھر اسکے لیے عرش و کرسی سات طبق آسمان و زمین کے اور طبقات بہشت و دوزخ کے پیدا کیے اور اسمین ایسے عجائب و غرائب پیدا کیے جو انسان کی سمجھ مین آ نہین سکتے اسکے دیکھنے سے خدا کی قدرت و عظمت نظر آتی ہی اس زمین مین جہان بہت سی چیزین پیدا کی گئی ہین ایسی چیزون بھی ہین جنکے استحالے پر دلیل عقلی قائم ہی یہ زمین اولیاء اللہ کی پاکیزہ نظرون کی سیر گاہ ہی اس زمین مین اللہ تعالیٰ نے منجملہ عوالم کے ایک عالم ایسا پیدا کیا ہی جو ہماری صورت پر ہی جب اسکو عارف دیکھتے ہین تو اپنی ذات کو اسمین مشاہدہ کرتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ وہ کعبہ مکرمہ کی نسبت فرماتے ہین وانها بیت واحد من اربعة عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا حتے ان فیهم ابن عباس مثلی یہ روایت اہل کشف کے نزدیک صحیح ہی اس زمین کے خواص سے یہ ہی کہ دنیا مین عارفین پر جو تجلیات وارد ہوتے ہین وہ سب اسی زمین کا پرتو ہی اسی طور سے عالم سمٰوات و کرسی و عالم عرش پر جب تجلی واقع ہوتی ہی تو یہین سے اس زمین مین بہت سے باغ و بہشت و حیوانات و معدنیات ہین جنکو اللہ ہی جانتا ہی اور جو چیزین اسمین ہین وہ سب مثل دنیا کی چیزون کے زندہ ہین مگر انپر فنا اور زوال طاری نہین ہوتا یہ زمین اجسام خاکی بشری سے بالکل خالی ہی اس زمین مین یا خاص وہ عالم ہین جو ایسی زمین کے ہین کسی دوسری زمین مین انکا وجود نہین پایا جاتا یا ہمارا عالم ارواح ہین جو اس زمین کی خاصیت سے وہان پہنچے ہین عرفا کے وہان رسائی کی یہ صورت ہی کہ یہ اپنے اجسام کو عالم دنیا مین چھوڑ دیتے ہین صرف انکی روح وہان صعود کرتی ہی اس زمین مین عجیب عجیب طرحکی صورتین نئی نئی قسم کی شکلین ہین جو ایسی گلیون کے منہ پر کھڑے ہوتے ہین جو عالم دنیا کی طرف ہین زمین و آسمان و دوزخ و بہشت سب یہین آ گئے جب کوئی عارف عالم ارزین کا انسان ہو یا جن یا فرشتہ یا اہل جنت اسمین داخل ہونا چاہتا ہی تو وہ اپنی شکل کو چھوڑ کے وہان جاتا ہی جب اس گلی کے منہ پر پہونچتا ہی جو عالم دنیا کی طرف ہی تو وہ اس قسم کی صورتون کو وہان کھڑا ہوا پاتا ہی خداوند کریم نے انکو اسی کام کے لیے بنایا ہی پھر یہین سے ایک صورت اسکی طرف آتی ہی اور اسکو ایک کپڑا پہناتی ہی جو اسکے مقام کے مناسب ہوتا ہی پھر اسکا ہاتھ تھام کے اس زمین مین لیجاتی ہی جہان جہان مناسب ہوتا ہی خدا کی مصنوعات دیکھکر وہ شخص عبرت پیدا کرتا ہی جب وہ کسی پتھر یا درخت یا ڈھیلے وغیرہ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہی تو یہ اس شخص سے ایسی باتین کرتا ہی جسطرح آدمی آپسمین بات چیت کرتے ہین یہانتک لوگونکی نعتین مختلف ہین اس زمین کی خاصیت سے یہ ہی کہ جو شخص یہان آتا ہی یہان کی تمام زبان کے سمجھنے پر قادر ہو جاتا ہی غرض جب اس شخص کی طبیعت وہانکی سیر سے بھر جاتی ہی تو لوٹتے وقت انکا رفیق اس گلی کے منہ تک آتا ہی اور اس حلے کو جسکو اسنے

پہنچایا تھا واپس لیتا ہی پھر وہانسے اُسکو رخصت کر دیتا ہی اُس سیر سے اُس شخص کو بڑے بڑے علوم حاصل
ہوتے ہین اور معرفت اللہ کی بہت کچھ ترقی کرتی ہی اس زمین کی برکت سے جیسے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہی
کسی دوسری چیز سے کسیطرح اسکے پاسنگ بھی تیزی حاصل نہین ہوتی بعض عارفین کہتے ہین کہ جب ہمین اُس
زمین مین پہنچا تو وہان ایک زمین مین دیکھی جو بالکل مشک کی تھی اُسکی خوشبو ایسی تیز تھی کہ اگر دنیا مین کوئی
شخص اُسکو سونگھے تو تاب لاسکے اور فوراً مرجائے یہ خوشبو دور دور تک جاتی تھی پھر مین ایسی زمین پر
گذرا جو سرخ سونے کی تھی مگر یہ سونا نرم تھا اسکے درخت سونے کے تھے جنکے پھل بھی سونے کے تھے اگر کوئی
شخص اُسکا سیب یا کوئی دوسرا پھل توڑ کر کھائے تو ہمین ایسی لذت اور خوشبو پائے جسکی تعریف نہین ہوسکتی
جب جنت کے میوے ایسے نہین ہوتے تو دنیا کے میوے کو کون پوچھتا ہی جسم تو اُسکا سونے کا مگر شکل وصورت
دنیا کے درختون کے پھلون کی سی ان میوجات کے مزے ایک طرح کے نہین ہوتے بلکہ قسم قسم کے ہوتے ہین
ان میوجات پر ایسے عمدہ عمدہ نقش ونگار ہوتے ہین جو آدمی کے خیال سے باہر ہین بڑی تعجب کی بات یہ ہی
کہ مین نے اُسکے پھل ایسے بڑے بڑے دیکھے کہ اگر ایک سیب آسمان وزمین کے بیچ مین کھڑا کیا جائے تو کوئی شخص آسمان کو
نہ دیکھ سکے اور اگر یہی پھل زمین پر رکھدیا جائے تو ساری زمین ڈھک جائے بلکہ زمین سے بھی اُسکا طول عرض بہت کچھ
بڑھا ہوا نظر آئے طرفہ یہ ہی کہ اگر کوئی شخص ہاتھ بڑھا کر اُسکو توڑے تو ہاتھ مین آجاتا ہی اسکی لطافت ہوا سے
کہین بڑھی ہوتی ہی وہان کے زمانے بھی مختلف ہین یہانکا ایک دن وہانکے کئی سال کے برابر ہی پھر وہ کہتے ہین
کہ مین سفید چاندی کی زمین مین داخل ہوا یہان کے درخت یہان کی نہرین یہان کے پھل چاندی کے تھے اور تمام
لوگون کے جسم چاندی کے تھے اسی طور پر ہر زمین درخت پھل نہر دریا وہانکی خلقت اُسی جنس کی ہوتی ہی جنس
کی وہ زمین ہی مگر کھانے سے خوشبو و مزا اُسی پھل کا پایا جاتا ہی جیسے دنیا کے پھل ہوتے ہین البتہ یہ ایسے بامزہ
ہوتے ہین جسکی تعریف نہین ہوسکتی پھر مین سفید کافور کی زمین مین داخل ہوا اس زمین مین بعض جگہ ایسی
گرمی پائی گئی جسکی حدت آگ سے بھی زیادہ تھی مگر اُسمین جانے سے آدمی جلتا نہین اور بعض جگہ معتدل
پائی گئی بعض جگہ سرد پائی گئی ایک ایک زمین اسکی ایسی بڑی ہی کہ اگر آسمانون کو اُسمین ڈالدین تو ایسا معلوم
ہو جیسے کسی جنگل مین ایک حوض ان تمام زمینون سے زعفران کی زمین مجھے بہت اچھی معلوم ہوئی یہ زمین میرے
مزاج کے بہت موافق تھی وہان کے علما ایسے نیک نفس نظر آئے کہ سبحان اللہ اُنکے پاس جانے سے وہ نہایت خوش
ہوتے ہین اور بہت عالی حوصلگی سے ملتے ہین ایک عجیب بات یہ ہی کہ جب کسی پھل کو توڑ کر کھائے اُسی وقت

اُسکی جگہہ پر اُسیطرح کا پھل پیدا ہوجاتا ہی وہانکی عورتین ایسی خوبصورت ہوتی ہین کہ حور کو اُنکے سامنے رتبہ نہین
جیسے دنیا کی عورتون کی نسبت حور کے ساتھہ ہی ویسے حور کی نسبت وہانکی عورتون کے ساتھہ وہانکی عورتونکے
ساتھہ جماع کرنے مین آدمی کو ایسی لذت حاصل ہوتی ہی جسکی انتہا نہین وہ عورتین نہایت خلیق ہوتی ہین جو
اُنکے پاس جاتا ہی اُسکے ساتھہ نہایت خلق سے پیش آتی ہین ممکن نہین ہی کہ کسی مرین بداخلاقی اُن سے
ظاہر ہو وہان کے مکانات کی یہ کیفیت ہی کہ بعض تو اُنکے بنائے ہوئے ہین اور بعض دنیا کے مکانونکے مثل ہین
وہان کے دریا ایسمین ملتے نہین یہ بات دیکھی جاتی ہی کہ سونے کے دریا کا منتہا موج مار رہا ہی اُسکے قریب
لوہے کا دریا ہی مگر ایک دوسرے سے نہین ملتا اُسکے پانی کی لطافت و حرکت وسیلان ہوا سے بھی بڑھی ہوئی
ہوتی ہی اور وہ ایسا صاف پانی ہی جسکی تہ کی چیزین نظر آتی ہین اور ایسا خوش گوار جسکی لذت کسی پینے کی
چیز مین پائی نہین جاتی اُس زمین مین زراعت بھی کرتے ہین درخت بھی لگاتے ہین مگر اسمین بھی دنیا کے
طریقے کے خلاف کارروائی ہی وہان درخت اِس طور پر پیدا ہوتے ہین جیسے دنیا مین حشرات الارض زمین سے
پیدا ہوتے ہین وہان عورتون سے لڑکے نہین پیدا ہوتے صرف شہوت اور خوشی کے لیے نکاح کیا جاتا ہی
وہان کی سواریان ایسی ہین کہ جب سوار چھوٹی سواری چاہتا ہی تو وہ چھوٹی ہوجاتی ہین اور جب بڑی
سواری چاہتا ہی تو بڑی ہوجاتی ہین اور جب وہ لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر کو جانا چاہتے ہین تو وہی
سواریان جنگل و دریا مین کام آتی ہین دوسری سواری کی ضرورت نہین پڑتی دنیا کا یہ حال ہی کہ جنگل
مین گھوڑے پر سوار ہوتے ہین دریا و سمندر مین کشتی و جہاز کے ذریعے سے منزل کو پہونچتے ہین یہ سواریان ایسی
تیز رفتار ہوتی ہین کہ آدمی کی نظر کے برابر پہونچتی ہین وہانکی خلقت حالات مین مختلف ہے بعض لوگ نیز
شہوت مین غالب ہین بعض پر خداوند تعالی کی تعظیم غالب ہی یہان رنگ ایسے نظر آئے جو کبھی دنیا مین دیکھے
نہ گئے یہان کا نین دیکھین جو سونے سے مشابہ ہین مگر وہ سونا ہی نہ تانبا یہان پتھر ایسے نظر آئے جو
موتی سے شفاف تھے صفائی کی سبب سے نظر اُسمین گھس جاتی ہی بڑی تعجب کی بات یہ ہی کہ شفاف اجسام مین
ایسے رنگ نظر آئے جیسے کثیف اجسام کے رنگ ہوتے ہین یہان کے شہرون کے دروازے یاقوت کے گھچے نظر آئے
ہر یاقوت اُسکا پانسو گز سے بڑا دروازے وہان کے بڑے بڑے ہین جنپر اسقدر ہتیار لٹکے ہین کہ اگر روے زمین کے
تمام بادشاہون کے ہتیار جمع کیے جائین تو اُسقدر نہونگے یہان تاریکی و روشنی دونون ہین مگر یہان کی روشنی
آفتاب کی شعاع سے نہین ہوتی لیکن ایک دوسرے کے بعد ہوتی ہی اور اسی سے زمانہ و وقت پہچانا جاتا ہی

یہانکی تاریکی مین چیزین دکھائی دیتی ہین یہانکے لوگ آپسمین لڑتے بھی ہین مگر انمین عداوت وفساد کی نیت
نہین ہوتی جب یہ لوگ دریا کا سفر کرتے ہین تو یہ لوگ پانی مین نہین ڈوبتے بلکہ یہ لوگ دریا پر ایسے چلتے ہین
جیسے انکے جانور چلتے ہین یہانتک کہ کنارے پر پہونچ جاتے ہین اس زمین مین ایسا سخت زلزلہ ہوتا ہی کہ اگر
دنیا کی زمین مین ایسا زلزلہ ہو تو کوئی شخص نہ بچے وہ کہتے ہین کہ ایک دن مین وہان کے لوگون مین بیٹھا تھا کہ زلزلہ
ہوا وہانکے مکانات مین ایسی جنبش ہوئی کہ اُسپر نظر نہین ٹھہرتی تھی جب زلزلہ رفع ہوا تو ایک گروہ نے آکر ہمارا
ہاتھ تھام کے تعزیت کی اور یہ کہا کہ افسوس ہی کہ تمھاری لڑکی فاطمہ مرگئی انھون نے کہا کہ اُسکو صحیح وسلامت اُسکی
ماں کے پاس چھوڑ آیا ہون ان لوگون نے کہا کہ یہ بات سچ ہی مگر یہانکا دستور یہ ہی کہ جب یہان زلزلہ ہوتا ہی اور
یہان کوئی مسافر وارد ہوتا ہی تو وہ مرجاتا ہی یا اُسکا کوئی عزیز مرجاتا ہی یہ زلزلہ اسوجہ سے ہی کہ تمھاری بیٹی فاطمہ
مرگئی یہ سنکے تھوڑی دیر تک اُن لوگون کے ساتھ بیٹھا رہا جب مین ان لوگون سے رخصت ہوکر چلا تو یہ لوگ گلی کے
دروازے پر آئے اور مجھسے اپنے خلعت لے لی جب اپنے مکان کو پونہچا عبداللہ اپنے رفیق سے ملاقات ہوئی انھون نے
کہا کہ فاطمہ نزع کی حالت مین ہی اُسکے پاس پہونچتے پہونچتے وہ مرگئے اُن دنون چونکہ مکہ مین رہتا تھا اسکو مغلے مین
دفن کیا اُس زمین مین کعبہ بھی ہی جسکے گرد لوگ طواف کرتے ہین اُس کعبے پر لباس نہین ہی اُسکے چار ستون ہین اور اُس
کعبے سے بڑا ہی جو لوگ اُسکا طواف کرتے ہین اُنسے وہ باتین کرتا ہی اُسکے سوال کا جواب دیتا ہی اُنکو علوم سکھاتا ہی
اِس زمین مین مین نے ایک مٹی کا دریا دیکھا یہ ایسا بہتا ہی جیسے پانی اور مین نے وہان چھوٹے اور بڑے پتھر ایسے دیکھے کہ
ایک ایک کی طرف ایسا کھنچ رہا ہی جیسے لوہا مقناطیس کی طرف پھر سب پتھر آپس مین ایسے مل گئے کہ جب تک کوئی
نہ چھڑائے نہین چھٹ سکتے پھر ان پتھرون سے مل ملاکے ایک کشتی بن جاتی ہی جو مٹی کے دریا مین بہتی ہی اسپر لوگ
سفر کرتے ہین اِس زمین مین بہت سے شہر ہین جنکا نام مدائن النور ہی اسمین بجز عارفین کاملین کے کوئی نہین جاسکتا
اسمین تیرہ شہر ہین جنکی چھت ایک ہی انکی عمارتین عجیب وغریب ہین اُسکی صورت یہ ہی کہ ایک مقام پر انھون نے
ایک چھوٹا سا شہر بسایا اُسکی فصیل ایسی لمبی چوڑی بنائی کہ اگر آدمی اُسکے گرد پھرنا چاہے تو تین مہینے مین اُس
مسافت کو طی کرسکتا ہی جب وہ شہر بھر گیا تو اُسکے چارون طرف بڑے بڑے برج بناکر اُسپر ایک شہر کی بنا قائم
کی اب یہ شہر پہلے شہر کا چھت ہوگیا اور اُس سے یہ شہر بڑا ہوگیا جب یہ شہر بھی بس گیا اور آباد ہوگیا تو اسی طور
برج قائم کرکے اسپر ایک شہر بنایا یہانتک کہ تیرہ شہر تلے اوپر بس گئے تھوڑی مدت کے بعد جو مین گیا تو کیا دیکھتا ہون
کہ اسی طور پر دو شہر اور بھی اوپر بسے ہوئے ہین اس زمین مین بادشاہ بھی ہین ایک بادشاہ کا نام تاتی ہی دوسرے کا

بڑا ذاکر ہی تدابیر ملک کی طرف کم متوجہ ہی ایک بادشاہ کا نام ذوالعرف ہی یہ تاتی سے چھوٹا ہی بڑا مہربان ہی لیکن
جب غصہ ہوتا ہی تو اُسکا غصہ نہین تھمتا ایک بادشاہ دریا کا ہی اُسکا نام شاہ مح ہی کسی کی طرف توجہ نہین کرتا
ایک بادشاہ کا نام سابق ہی جب کوئی شخص اُسکے پاس جاتا ہی تو اُسکو اپنی جگہ پر بٹھاتا ہی اور بہت خوشی ظاہر
کرتا ہی اور بدون سوال کے اُسکی حاجت برآری کرتا ہی ایک بادشاہ قائم بامراللہ ہی اسپر خدا کی عظمت ایسی غالب ہی
کہ وہ کسی طرف خبر نہین ہوتا عارفین سے اگر کوئی صاحب اُسکے پاس جاتے ہین تو وہ صرف اُسکی حالت دیکھنے کو
جاتے ہین وہ اپنے سینے پر دونون ہاتھ رکھے ہوئے اپنے دونون پاؤن پر نظر جمائے ہوئے ذلیل بندی کی طرح
کھڑا رہتا ہی اُسکا بال تک نہین ہلتا اُسکے جسم کے جوڑ مین مطلق حرکت نہین پائی جاتی عارف اس سے
مراقبے کی حالت سیکھتے ہین مین نے ایک بادشاہ کو دیکھا جسکا نام راضع ہی اسکی صورت خوفناک ہی یہ بادشاہ
دائم الفکر ہی جب کسی کو حق کے راستے سے پھرا ہوا دیکھتا ہی تو اُسکو حق کی طرف متوجہ کردیتا ہی اس زمین مین
بارہ بادشاہ ہین جنکا ذکر نہایت مفصل ہی اس زمین کے لوگ بہت بڑے عارف باللہ ہین جن چیزون کو عقل
محال جانتی ہی مین نے اُنکو یہان ممکن پایا ان اللہ علی کل شئ قدیر جو حدیثین اور آیتین ایسی ہین کہ عقل نے
اُنکو ظاہر پر حمل نہین کیا ہی مین نے اُنکو ظاہر پر محمول پایا اشکال دحانی جیسے فرشتے وجن اور جو صورتین
کہ اُنکو آدمی خواب مین دیکھتا ہی وہ سب اجسام اس زمین سے ہین اُنکے لیے اس زمین مین ایک خاص جگہ ہی
اُنکے لیے زمین ہموار ہی جو تمام عالم کی طرف پھیلی ہوئی ہی ہر زمین پر ایک امین ہی وہ امین جب کسی روح
مین استعداد کسی ایسی صورت کی پاتا ہی جو اُسکے قبضے مین ہی تو اُس روح کو اُسی صورت کا کپڑا پہناتا ہی جیسی
صورت وحیہ کے واسطے جبرئیل علیہ السلام کے اُسکا سبب یہ ہی کہ اس زمین کو اللہ تعالیٰ نے برزخ بنایا ہی
اور اسمین ایسی جگہ بنائی ہی جسمین روحانیات کو لباس پہنایا جاتا ہی اور سوتے وقت یا بعد مرنے کے وہان
نفوس جاتے ہین تو ہم لوگ بھی اس زمین کے بعض عالم سے ہوئے اور اس زمین مین ایک رستہ ہی جو جنت مین داخل ہی
اس راستے کا نام سوق ہی انتہی

تسلیم کشف کرتے ہین میرا یہ کام ہی	یہ عالم مثال طلسمی مقام ہی

داؤد قیصری شرح فصوص الحکم مین لکھتے ہین لا بدان تعلم ان کل ما لہ وجود فی العالم الحسی ھو فی
العالم المثالی دون العکس یعنی جو چیزین عالم حسی مین پائی جاتی ہین وہ عالم مثالی مین ہین یہ ضرور
نہین جو عالم مثالی مین ہی وہ عالم حسی مین بھی پایا جاوے فلسفہ مین یہ مسئلہ منزلۃ الاقدام ہی یہ وہ مسئلہ ہی
جسمین شیخ الرئیس ایسے فیلسوف کا قدم اکھڑ گیا اور شیخ نے باوجود ایسی جلالت شان کے افلاطون کے مذہب کو

نہ سمجھا اور ایسے اعتراض پیش کیے جو اس صافی مسلک کے کوسون نہین پھٹکتے ہین اس مقام پر جرح و قدح کا ذکر اس وجہ سے نہین کیا چاہتا کہ یہ مقام اسکا مقتضی نہین ہی افلاطون کا یہ مسلک ہی کہ موجودات کے لیے صور مجردہ ہین عالم الٰہی ہین انکو مثل الٰہیہ بھی کہتے ہین ان صورتون مین کسی قسم کا فساد طاری نہین ہوتا یہ اپنی حالت پر باقی رہتے ہین البتہ موجودات کائنہ مین فساد طاری ہوتا ہی بعض کا قول ہی کہ مثل افلاطونیہ ایسے موجودات کو کہتے ہین جو عالم مثال مین معلق ہین قدماے فلاسفہ کا یہ مسلک ہی کہ ایک عالم عقلی مثالی ہی جو قائم مقام عالم حسی کی ہی جمیع انواع جوہریہ و اعراضیہ مین پھر بعض انمین قدماسے ایسے لوگ ہین جنھون نے اسکا محل عالم مثالی شجی مقداری کہا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ اشارہ ہی اس صورت کی طرف جو اللہ کے علم مین ہی اور اسکی ذات سے قائم ہی یہی مسلک مشائین کا مشہور ہی اور قیام صور بنفسہا کی معنی قدما کے نزدیک یہ ہین کہ وہ ذات باری سے قائم ہین انکی نسبت اپنی ذات کی طرف بالامکان ہی اور اپنے قیوم کی طرف بالوجوب بعضون کا کچھ مسلک ہی بعضون کا کچھ حکماے فلاسفہ نے عالم مثال کی بہت کچھ تشریح کی ہی عام اسسے کہ اسسے مثل افلاطونیہ کہین یا نہ کہین **تیسیر الافترا** مولویصاحب کا عقیدۂ فاسدہ مخالف تمام اہل اسلام کے یہ ہی کہ تمام مخلوق آلہی ہین انکی صنف سے انکی طرف انبیا مبعوث ہوئے ہین بدلیل لکل قوم ھاد اسی مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۱۲۶ مین ہی اور قرآن پاک مین ہے ولکل قوم ھاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہی اسسے معلوم ہوتا ہی کہ ہر قوم کے واسطے ایک رہنما مقرر ہوا ہی اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۸ مین ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابق منقول ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کے صنف سے نہین ہین اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہی کہ نبی ہر قوم کا اپنی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تا امت اسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اسکی متابعت کرے الخ ہان فرقہ حاطیہ وغیرہ فلاسفہ جو ملت اسلام سے خارج ہین وہ البتہ یہ عقیدہ رکھتے ہین اہل سنت وجماعت تو ایسے عقیدۂ فاسدہ والون کو کافر جانتے ہین شفا کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ اس فرقے کی تکفیر اسواسطے کی گئی ہی کہ بندر سور چار پائے کیڑے وغیرہ کے نبی ہونے سے منصب نبوت کی اہانت و تحقیر ہوتی ہی جو کفر ہی مگر اس عقیدے مین ایک اور وجہ بھی کفر کی پائی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ جب یہ ٹھیرا کہ نبی ہر مخلوق کا اسکی صنف سے ہونا چاہیے تا نبی کے ساتھ اسکی امت ارتباط پیدا کرے اس صورت مین حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی انسانون کے ساتھ خاص ہو جائیگی اور آپ جنون کے نبی نہونگے کیونکہ آپ انکی صنف سے نہین ہین حالانکہ یہ عقیدہ صریح کفر ہی اور نصوص قطعیہ کے مخالف و ضروریات دین کے معارض ہی اسوجہ سے کہ ادنی آدمی اہل اسلام

فائدہ اس عقیدے مین صاحب نے ذرا اختلاف کیا ہی اور کہتے ہین کہ ہر قوم کے لیے نبی ہونا ضرور نہین

کا بھی جانتا ہی کہ آپ رسول الثقلین ہین اور آپ کی نبوت جن و انس دونون کو شامل ہی اور لکل قوم ھاد سے نبی کیسے جان لیا حالانکہ مولوی صاحب کے ترجمے سے اسکے معنی رہنما کے ثابت ہوتے ہین اور رہنما کے واسطے ضرور نہین ہی کہ وہ نبی ہو بلکہ اگر نبی کی طرف سے وہ ہادی ہوئے تو بھی وہ رہنما ہو جائیگا الغرض یہ عقیدہ کسی نص سے ثابت نہین ہی بلکہ صریح کفر ہی ہم کہتے ہین فتاوی کی تینون جلدون سے کسی جلد کے صفحہ محولہ مین یہ عبارت نہین پائی جاتی مرد آدمی حوالہ بھی ایسا غلط دیا جاتا ہی اب تمھین بتاؤ کہ ان صفحات مین کہان عبارت منقولہ ہی ؎

| یارب چہ فتنہ ایست کہ آن شوخ بدمزاج | نادیدہ جرم عربدہ بنیاد می کند |

جاننا چاہیے کہ جہان بہت سے معنی ہادی کے مفسرین نے لکھے ہین اسکے معنی رسول کے بھی لکھے ہین تفسیر کبیر مین ہی المراد ان الرسول علیہ الصلوۃ والسلام منذر لقومہ مبیّن لھم ولکل قوم من قبلہ ھاد ومنذر وداع وانہ تعالی سوّی بین الکل فی اظہار المعجزۃ المخصوصۃ پھر اسکے بعد امام فخر الدین رازی نے انبیاء اللہ کے معجزے بتائے ہین خطیب شربینی تفسیر سراج المنیر مین لکھتے ہین ولکل قوم ھاد ای نبی یدعوھم الی ربھم بما یعطیہ من الآیات لا بما یقترحون معالم التنزیل مین ہی ولکل قوم ھاد ای لکل قوم نبیٌ یدعوھم الی اللہ تعالی جب ایمہ مفسرین نے ہادی کی تفسیر نبی سے کی ہی تو پھر اعتراض کیا رہا اصلی ترجمہ ہادی کا رہنما ہی چونکہ نبی اصلی رہنما ہوتے ہین اسلیے انکو ہادی کہتے ہین جیسے فارسی مین ان کو رہنما سے تعبیر کرتے ہین فرقۂ حائلیہ کے مسلک کے ساتھ جو موافقت کا دعوی کیا گیا ہی یہ بھی افترا محض ہی اگر اس کہنے سے کہ ہادی کے معنی نبی کے ہین یہ افترا آ بھی گیا ہی تو تمام مفسرین کو اسمین شریک کیجیے اسلیے کہ عامہ مفسرین ہاد کی تفسیر نبی سے کرتے ہین ؎

| جہان من سیاہ و لی دوست زد شمن شناس | ربنا و حریفان پرانداز فن شناس |

اگر نبی کنبیکم و ادم کا دھکہ سے یہ افترا باندھا گیا تو ہم کہتے ہین کہ یہ نکتہ بعد الوقوع ہی انکی جنبش کے نبی ہونے سے یہ فائدہ ہی کہ ارتباط پیدا ہو یہ حکمت الٰہی کا مقتضی ہی اگر افترا کی وجہ یہ ہی کہ طبقات ستہ کے لوگون مین اگر نبی کی بعثت مان لیجاوے تو فرقۂ حائلیہ کا مسلک ہو جائیگا اور کفر لازم آئیگا یہ بھی غلط ہی اسلیے کہ جن مخلوقون مین نبی کا ہونا تسلیم کیا گیا ہی وہ بندر مچھندر سور چھچھوندر چیونٹی کیڑے مکوڑے کی قسم سے نہین ہین ان مخلوقات کا علم خدا ہی پر چھوڑا گیا ہی حائلیہ کا مسلک ملل نحل سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ ہر نوع انواع حیوانات سے امت ہی اور ہر امت کے لیے رسول کا ہونا چاہیے اسکا نتیجہ یہ ہی کہ ہر نوع انواع حیوانات کے لیے رسول کا ہونا چاہیے یہ مسلک مولانا مرحوم کا ہی نہ ان مفسرین کا جنکا ذکر کیا گیا البتہ

مولانای مرحوم اثر ابن عباسؓ کو صحیح کہتے ہین اور زمین کے ہر طبقے مین جسب فحوائے اثر مذکور نبی کے قائل ہین
کہان حائطیہ کا مسلک کہان یہ اثر اگر اس اثر کی تسلیم سے مسلمان حائطی ہو جاتا ہی تو حضرت ابن عباس
جلیل صحابی کی نسبت آپ کا خیال قابل نفرت ہی اس اثر کو اجلہ مفسرین و حفاظ محدثین تسلیم کرتے آتے ہین
تو کیا یہ سب ائمہ حائطی ہو جاینگے اصل تو یہ ہی کہ مولانای مرحوم پر بظاہر طعن ہی مگر اسکو صحابی و مفسرین
و محدثین کو برا بھلا کہکے دل کا پھپھولا توڑنا تھا نعوذ باللہ منہ ؎ گر سلمانی ازین ست کہ حافظ دارد
وای گر در پئے امروز بود فردائے

بہت بڑا الزام یہ سمجھا گیا ہی کہ آپ جنون کے نبی کیونکر ہوئے
اسکا **جواب** ظاہر یہ ہی کہ انسانون کے ساتھ جنات کا میل جول جھگڑے لڑائی ہزارون برس سے چلے
آتے ہین تواریخ قدیم تو دیکھیے دفع وحشت کے لیے اسقدر کافی ہی **چوتھا افترا** مولویصاحب کا عقیدہ
یہ ہی کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یا بعد آپکے کسی نئی نبی کا ہونا منع نہین بلکہ صاحب
شریعت جدیدہ اگر نبی ہو تو البتہ منع ہی چنانچہ دافع الوسواس کے صفحہ ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہی حالانکہ یہ
عقیدہ بھی باطل اور تمام سنت و جماعت کے مخالف ہی کیونکہ بقول مولویصاحب اگر اس زمانے مین کوئی دعوی کرے اور
کہے کہ مین نبی ہون مگر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہون جیسے کہ بہت سے انبیا بنی اسرائیل تھے اور کہے کہ میرے
اوپر وحی آتی ہی مگر مجکو اس وحی سے حضور اقدس کی متابعت کا حکم ہوتا ہی جیساکہ جناب مولوی صاحب انبیا کو تحتانی
زمین مین آنحضرت کے زمانے مین بان کرانکی طرف وحی نازل ہونے کے قائل ہوئے ہین چنانچہ دافع الوسواس کے صفحہ (۸)
سے ظاہر ہی پس ایسے شخص مدعی نبوت کے تکفیر نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ باطل اور مخالف نص خاتم النبیین کی ہی بلکہ ایسے شخص کو
کافر ہی جاننا چاہیے خواہ وہ نبوت شریعت جدیدہ کا دعوی کرے یا غیر جدیدہ کا دونون صورتون مین وہ شخص کافر ہی
پس یہ عقیدہ بھی مولوی صاحب کا باطل ہی بلکہ کفر ہی اور آیۂ خاتم النبیین مین انہی طرف سے خاتم الرسل کہنا تحریف ہی اس
شاذ اثر سے جسکو جماہیر علمانے رد کر دیا ہی اللہ جل شانہ نے آنحضرت کو خاتم النبیین فرمایا ہی نہ خاتم الرسل اور نبی جمہور
اہل سنت و جماعت کے مذہب مین عام ہی رسول سے جو نبی صاحب کتاب یا صاحب شریعت جدیدہ ہو وہ رسول ہی اور جو ایسا نہو
وہ فقط نبی ہی پس مولویصاحب کے نزدیک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہین ہین بلکہ خاتم الرسل ہین
اسلیے یہ عقیدۂ فاسدہ تراش کر حضور اقدس کے زمانے مین یا بعد آپکے نبی جدید کی جواز کے قائل ہوئے ہین جو سنت و جماعت
کے مذہب مین کفر ہی زیادہ تفصیل اس عقیدے کی رد کی رسالہ قول فصیح مین ہی جسکو شوق ہو اسکو دیکھے **ہم کہتے ہین**
مولانا ناقل ہین دافع الوسواس کی پوری عبارت نقل نہین کی گئی اگر پوری عبارت نقل کی جاتی تو اس افترا کو گنجایش

فائدہ اس اثر کے صحیح ہونے سے مولوی صاحب کے مذہب پر کیا اثر پڑتا ہی

نہوتی دافع الوسواس مین ہی ملا علی قاری رسالہ موضوعات مین زیر حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا کی لکھتے ہین
ای لو عاش لکان من انباء عہ کعیسے وخضر والیاس فلا ینا قض قولہ تعالے خاتم النبیین اذ المعنے
انہ لا یاتی بعدہ بنیٌ ینسخ ملتہ انتھے اور حافظ ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ مین لکھتے ہین استدل البعضہم
علی موت الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن دحیۃ القول فی ذلک وھو متعقب
بعیسے فانہ نبی قطعا و ثبت انہ ینزل الی الارض فی اٰخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فوجب حمل النفی علے انتفاء النبوۃ لکل احد من الناس لا علے نفی وجود نبی قد کان سبا قبل
ذلک انتھی جو شخص ناقل ہوتا ہی اُسپر ممنوع ثلاثہ وارد نہین ہوتے ہین یاد رہے یہ مولانا مرحوم کی تکفیر نہین ہی بلکہ
ملا علی قاری وابن حجر کی ہی دماغ چڑ گیا ہی عموماً علما کی تکفیر کی جاتی ہی ملا علی قاری نے خاتم النبیین کے معنی
خاتم المرسلین کے لکھے ہین پھر یہ اعتراض بھی ملا علی قاری پر ہی مولانا کی تحریف نہین ہی تحریف کی نسبت تم ملا علی قاری کی
طرف کر رہے ہو عقل کے ناخن لو اگر اسکا انکار کیا جائیگا تو حضرت عیسی کی نبوت کا انکار لازم آئیگا یا یہ کہنا ہوگا کہ حضرت
عیسیٰ نبی نہ تھے یا انکا نزول نہ ہوگا یہ صریح عقیدۂ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہی

اگر قرائے کہ کنی راحت جان ست ولی	نام سلام مباد از جہان برخیزد

رسالہ قول فصیح یارون کی نظرون کا یا انداز ہی مثل مشہور ہی جھوٹے کی رسّی
دراز ہی وہ تنبیہ سے بھی زیادہ لغویات سے مملو ہی ابتدا سے انتہا تک پوچ ولچر گفتگو ہی گردن نیچ جھکائیے ذرا سر اونچا کیجئے
جس مضمون پر آپکو ناز ہو پیش کیجیے بندۂ درگاہ سے جواب مذاق شکن سن لیجیے

ذرا اونچی کیجئے چتون کو چلیے	نہ یون نیچی کیجے گردن کو چلیے

پانچوان افترا مولویصاحب کا عقیدہ یہ ہی کہ جنون مین بھی انکی صنف سے
انبیا ہوئے ہین دافع الوسواس کے صفحہ ۲۲ مین ہی اور قول ضحاک کا یہ ہی کہ جن مین بھی انبیا ہوئے ہین اور یہی مذہب
ابن حزم وغیرہ کا ہی اور ظاہر قرآن وحدیث بھی اس مذہب کے موافق ہی اور جو تاویل جمہور کرتے ہین بلا ضرورت واقع
ہوتی ہی انتھی یہ عقیدہ بھی باطل اور جماہیر اہل سنت وجماعت کے مخالف ہی ہم کہتے ہین اس باب مین بھی مولانا
مرحوم ناقل ہین ناقل پر ممنوع ثلثہ سے کوئی منع وارد نہین ہوتی عبارت دافع الوسواس کی یہ ہی نسبت اس قول کی طرف
ضحاک کی غلط ہی بلکہ یہ قول ابن عباس ہی جیساکہ آکام المرجان مین ہی ذکر اسحاق بن بشر فی المبتدأ عن
ابن عباس ان الجن قتلوا نبیًا لھم قبل اٰدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیھم رسولا وامرھم بطاعتہ
انتھی اور ایک روایت مین ابن عباس سے وارد ہی کہ آیۂ ولقد جاءکم یوسف من قبل مین مراد یوسف نبی جن ہین
نہ یوسف بن یعقوب جیساکہ زرقانی لکھتے ہین قیل بعث اللہ رسولا واحدا من الجن الیھم اسمہ یوسف

پانچوان افترا جنون مین بھی انکی صنف سے انبیا ہوئے ہین

ونقل عن ابن عباس ان ذلک المراد فی قوله تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہے اور علمائے محققین نے اس تفسیر کو شاذ
لکھا ہی سیوطی اتقان مین لکھتے ہین اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف
المذکور فی سورۃ غافر من الجن بعث اللہ رسولا الیھم انتہے اور قول ضحاک کا یہ ہی کہ جنون مین بھی
انبیا ہوتے ہین اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہی اور ظاہر قرآن اور احادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہین اور
تاویل جو جمہور کرتے ہین بلا ضرورت واقع ہوتی ہی اور مخالف ہونا قول ضحاک کا نصوص کے باطل ہی کیونکہ خلافت
ضحاک کا قبل عصر خاتم الانبیا مین ہی ولیکن عصر خاتم الانبیا مین پس وہ بھی عموم بعثت کے قائل ہین جیسا کہ
مواہب لدنیہ وغیرہ مین مبسوط ہی انتہی فتاوی حدیثیہ ابن حجر مکی شیعی مین ہی قال غیر واحد من جماعۃ وھم
کالملائکۃ مکلفون من اول الفطرۃ وجمہور الخلف والسلف انہ لم یکن فیھم رسول ولا
نبی خلافا للضحاک ومعنی رسول منکم ای من مجموعکم وھم الانس والمراد بھم رسل الرسل
ومما یدل لما قالہ الضحاک ما صح عن ابن عباس رضی اللہ عنھما انہ قال فی قولہ تعالی ومن
الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض بنی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم
کابراھیم وعیسی کعیسیکم اس تحریر سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ جمہو خلف وسلف کا یہ مسلک ہی کہ فرقہ جن مین جنات سے
کوئی نبی یا رسول مبعوث نہوا اسپر شبہہ یہ وارد ہوتا ہی کہ رسول منکم کے کیا معنی ہین ظاہر آیت سے تو یہی ثابت ہوتا ہی
کہ ان مین رسول ہوئے اور چونکہ فرقہ جن اول فطرت سے مکلف ہین تو ان مین ان سے رسول ہونا چاہیے اس شبہے کے
جواب مین یہ تاویل کی گئی ہی کہ رسول منکم سے مراد من مجموعکم ہی اسمین جن وانس دونون داخل ہین اور انس مین
تو بہت سے رسول گذرے ہین یا مراد اس سے رسل الرسول ہی یعنی تم سے رسول کے رسول حضرت ابن عباس وضحاک کا
مذہب اسکے خلاف ہی حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ جن نے قبل حضرت آدم علیہ السلام کے اپنے نبی کو مارڈالا
تھا اُنکا نام یوسف تھا خداوند کریم نے ان کو جنات کا رسول بنایا تھا اور انکی اطاعت کا حکم دیا تھا لقد جاءکم
یوسف من قبل سے حضرت ابن عباس یوسف نبی جن مراد لیتے ہین نہ یوسف بن یعقوب علمائے محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکھا ہی نقاش ماوردی نے اسکی حکایت کی ہی جسکو سیوطی نے اشد غرائب کی طرف منسوب کیا ہی ضحاک اثر ابن
عباس سے جنات کے لیے خاص جنات سے نبی کا ہونا ثابت کرتے ہین ابن حزم کا قول ہی کہ قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے قسم انس سے کوئی نبی جن پر مبعوث نہ ہوئے اُن لوگونکا انذار ہوا تھا اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ اُنکے
انبیا جنات سے تھے چنانچہ اکمام المرجان مین ابن حزم کا قول نقل کیا گیا ہی غرض مولانا مرحوم ناقل ہین کہ ضحاک کا

قول موافق قرآن وحدیث کے ہوتا تو بلا ضرورت تاویل کیون کی جاتی ضحاک کا قول ظاہر نصوص کے مخالف تو ہرگز نہین ہی البتہ اسوقت یہ بات لازم آتی ہی کہ یہ دعوی جو کیا گیا ہی کہ جمہور سلف وخلف کا یہ مسلک ہی اسمین مراد اکثر افراد جمہور ہین یہ تاویل بعض قرآنی کی جو پیش ہوئی ہی کہ منکم سے مراد مجموع ہی یا رسل الرسول ہی مین تو اسکو مان لونگا اور اپنے سر و نیز اور آنکھو پر رکھونگا مگر ضحاک تو اسپر مضحکہ اڑاتے اور ایسی تاویل کب تسلیم کرتے تمھین کہو کہ اسکا جواب کیا دیا جائیگا یہ تاویل اس سے قریب الفہم نہین ہی جسکی تسلیم پر مخالف مجبور کیا جائے مذہب ضحاک کے ابطال کیلئے کوئی قوی دلیل پیش کرنی چاہیے ؎

آفتابی بباید تا بجہم سوزد	بچراغی ثبت نہ گردد رونق

آن عقائد افترا یہ خمسہ کے بعد صاحب رسالہ لکھتا ہی یہ پانچ عقیدے مولوی صاحب کے جو انکی کتابون مین موجود ہین اور کسی کتاب مین کتب عقائد سے انکا نشان نہین ہی ہم کہتے ہین کہ مین نے اس بات کو ثابت کردیا کہ یہ سب لاناسی مرحوم پر افترا ہی پھر ہم اسبات کے ذمہ دار نہین ہین کہ افترا ات کو کتب عقائد سے ثابت کرین یا انکا نشان دین اس قسم کے دعوی افترا ات عموماً کتب عقائد مین نہین ہین مگر اس سے کسی شخص پر الزام قائم نہین ہوسکتا جب تک یہ ثابت نہ کیا جائے کہ یہ عقیدہ باطل فلان شخص کا ہی ؎

کیا کہیے انکی بے ذہنی خود جواب ہی	ناحق کو حوصلہ ہی بتون سے سوال کا

چھٹا افترا جمعے کے لیے انکے نزدیک کوئی شرط نہین ہی جیسے اور پنجوقتہ نمازین فرض ہین ایسا ہی جمعہ بغیر شروط کے فرض ہی جس جگہ جو چاہے پڑھے فقط دو خطبے اسمین زائد شرط ہین بس انکے مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۲۰ مین ہی نماز جمعہ مثل نماز پنجگانہ کے فرض ہی جو شرطین ان مین ہین وہ اس مین فقط دو خطبون کی زیادتی ہی شہر ہو یا دیہات ہر جگہ بلا شرط شہر و بادشاہ یا نائب کے بغیر کراہت صحیح ہی انتہی یہ مسئلہ مولویصاحب کا چاروں مذہب کے مخالف ہی اسوجہ سے کہ امام ابوحنیفہ رح و امام مالک رح کے نزدیک سلطان شرط ہی جیسا کہ میزان شعرانی کے صفحہ ۲۲۳ سے ظاہر ہی اور ایسا ہی امام احمد بن حنبل رح کے نزدیک بھی سلطان شرط ہی چنانچہ کتب حنابلہ مین ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک چالیس آدمی مع امام اور ایک روایت مین چالیس آدمی سوا امام کے شرط ہین جیسا کہ کتب شافعیہ مین یہ موجود ہی پس یہ کہنا کہ جمعہ شروط مین پنجگانہ نماز کے مثل ہی فقط دو خطبون کی زیادتی ہی باطل اور مخالف ایمہ اربعہ کے ہی اگر کوئی کہے کہ یہ مسئلہ تو عبدالعزیز اور نذیر حسین غیر مقلد کا ہی مولویصاحب کا نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ آخر مین اس فتوے کے صح الجواب مولویصاحب کا بھی لکھا ہوا موجود ہی تو پھر یہ مسئلہ غیر مقلدونکا فقط کیسا ہوا بلکہ مولوی صاحب بھی انکے شریک ہین جو انھون نے لکھا اسکو مولویصاحب نے صحیح کیا ہم کہتے ہین کہ جب عقائد مین افترا کرکے منہ کی کھائی تو پھر مسائل کے

چھٹا افترا جمعے کے لیے کوئی شرط نہین ہی جواب

افترا مین شرم نہ آئی عبث آگ بگولا بن کے ناخوشی کا اظہار کیون کیے تو ہو ایسے افتراو بہتان پر سقدر ستبداو وجبر کیون کر تے ہو

مرحبا بن رنج گھٹایئے قدم آگے بڑھایئے	ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے

وہ لکھا ہے مسئلہ مین لیکن کیا کہ ہوے ہین آپ چھپون خفا

غضب ہے جھوٹ یہ افترا ذرا سر تو اپنا اٹھایئے	مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۸۹ مین ہرگز یہ عبارت منقولہ نہین لکھی ہے اگر تسلیم کرلین کہ

عبارت منقولہ صفحہ محولہ مین موجود ہے تو ہم کہتے ہین کہ مجموعۃ الفتاوی بعد انتقال مولانا مرحوم کے جمع ہوا ہے چونکہ مولانا مرحوم نے متعدد فتوون مین مصر کی شرط لگائی ہے اور مخالفین کا جواب دیا ہے کسی غیر مقلد نے چالاکی سے عبدالعزیز و مولوی نذیر حسین کا فتوی شریک کرکے اسکے تحت مین مولانا مرحوم کی تصحیح لکھدی ہے پہلے تو غیر مقلدین ایسی چالاکیون مین مشہور ہین کوئی اسکا دیکھنے والا اور جانچنے والا بھی نہ تھا کہ اس ورق کو نکال دیتا یا غلط نامے مین لکھدیتا دوسرے جب مولانا مرحوم کے متعدد فتوی اسکے خلاف مین ہین اور مخالفین کا جواب بھی مولانا نے دیا ہے تو ہرگز عقل سلیم اسکو تسلیم نہ کریگی کہ عبدالعزیز و مولوی نذیر حسین کے فتوے پر مولانا مرحوم نے دستخط کیے ہون ایسی صورت مین انصاف کا مقتضی یہ تھا کہ اس چالاکی پر عام مسلمانون کو اطلاع دیجاتی نہ ان فتوون سے چشم پوشی کرکے مولانا مرحوم پر تہمت لگائی جاتی چونکہ مولانا مرحوم پر افترا و بہتان کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہین اس موقع مین یہی غنیمت سمجھا گیا ؎

شکار ناوک آں صید افگن شہ دل زارم	کہ با تیر و کمان ہر دم بدر از خانہ می آید

اب ہم اس مقام پر اثبات افترا کے لیے جا بجا سے عبارت فتاوی کی نقل کرتے ہین فتوی ۱۳۵ جلد اول مین ہے حنفیہ کے نزدیک جمعہ قری مین واجب نہین اور شافعیہ اور حنابلہ قائل وجوب کے ہین بسند حدیث بخاری وغیرہ کے کہ عصر نبوی مین جواثا مین کہ ایک قریہ تھا جمعہ قائم کیا گیا اور حنفیہ اسکو مصر کہتے ہین اور اپنا استناد ساتھ قول علی مرتضیؓ کے لا جمعۃ الا فی مصر کو بسند صحیح مروی ہے کرتے ہین اسوجہ سے کہ قول صحابی مما لا یدرک بالرأی حکم مرفوع مین ہے اور بدون اطلاع حضرت رسول کے ایسے امور کو بیان کرنا ممکن نہین ہے عینی بنایہ شرح ہدایہ مین لکھتے ہین انما قال لا تجوز فی القری نفیا بقول الشافعی فانہ لا یشترط المصر بل یجوزھا فی کل موضع اقامۃ سکانہ اربعون رجلا وا حرارا وبہ قال احمد واحتجوا بحدیث ابن عباس انہ قال اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجواثا من البحرین رواہ البخاری وفی لفظ ابی داود بجواثا قریۃ من قری البحرین ولنا ما ذکرہ المصنف من الحدیث واما جواثا فقد قال البجوھری ھی اسم لحصن فی البحرین وفی المبسوط ھی مدینۃ والمدینۃ تسمی قریۃ کما قال اللہ تعالی من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا انتھی اور حافظ ابن حجر عسقلانی درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ مین لکھتے ہین

حدیث کہ جمعۃ ولا تشریق ولا نفر ولا اضحی لا فی مصر جامع لم اجدہ مرفوعاً وروے
عبد الرزاق عن علی موقوفاً لا تشریق ولا جمعۃ الا فی مصر جامع واسنادہ صحیح ورواہ ابن
ابی شیبۃ مثلہ وزاد ولا نفر ولا اضحی وزاد فی آخرہ او مدینۃ عظیمۃ واسنادہ ضعیف
انتہی اور عینی شرح ہدایہ مین بعد نقل اس حدیث کے کہتے ہین قد ذکر الامام خواہر زادہ فی المبسوط
ان ابا یوسف ذکرہ فی الاملاء مسنداً مرفوعاً الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابو یوسف
امام الحدیث حجۃ فلو لم یثبت عندہ کونہ مرفوعاً لما قال مسنداً مرفوعاً ولئن سلمنا
انہ موقوف فھو موقوف صحیح وھو محمول علی السماع لانہ لا یدرک بالعقل انتہی اور آیۂ فاسعوا
الی ذکر اللہ کا اطلاق باب مکنہ مین غیر مسلم ہی اجماعاً ورنہ جواز جمعہ صحرا مین لازم آویگا اور اسکا کوئی قائل نہین ہوا
پس اجماعاً یہ آیت مخصص ساتھ بعض اماکن کی ہی اور تخصیص ساتھ حدیث علی مرتضیٰ کے انسب ہی ابن ہمام فتح القدیر مین
لکھتے ہین والقاطع للشغب ان قولہ تعالی فاسعوا الی ذکر اللہ لیس علی اطلاقہ اتفاقا بین الامۃ
اذ لا یجوز اقامتھا فی البراری اجماعاً ولا فی کل قریۃ عند الشافعی بل یشترط ان لا یظعن
اھلھا حیناً صیفاً ولا شتاءً فکان خصوص المکان مراداً فیھا اجماعاً فقدرنا القریۃ الخاصۃ
وقدرنا المصر وھو اولی لحدیث علی وھو لو عورض بفعل غیرہ کان علی مقدما علیہ فکیف
ولم یتحقق معارضۃ ما ذکرنا ایاہ ولھذا لم ینقل عن الصحابۃ انھم لما فتحوا البلاد اشتغلوا
بنصب المنابر والجمع کالفی الامصار دون القری ولو کان لنقل ولو آحاداً انتہی پس ہمارے مخدومنا
حنفیہ نے تخصیص اطلاق قرآن ساتھ خبر آحاد کے نہین کی بلکہ تعیین ایک امر مبہم کی کی اور اسی جلد کے فتوی ۲۲۱
مین ہی ازین عبارات واضح است کہ بلاد ہند کہ ہنوز دران احکام اسلام جاری اند و در باب اقامت جمعہ جماعت
واذان وغیرہ شعائر اسلام از کفار ما لتی نیست دار الحرب نیستند ہرگاہ این امر مہد شد پس معلوم باید کرد کہ فرضیت
جمعہ مثل فرضیت صلوات خمسہ از نصوص ثابت است مقید بوقت دون وقت نیست در بلاد ہند ہم فرضیت الآن کما کان انتہی
دیکھو آپ مولانا مرحوم نے بلاد ہند کی شرط لگائی ہی اسی جلد کے فتوی نمبر ۲۴۵ مین ہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ
جنھون نے اجازت دی ہی صرف احتیاطاً خروجاً عن الخلاف اجازت دی نہ اس لحاظ سے کہ جمعہ فرض نہین بایہ چار رکعت
فرض ہین بلاد ہندوستان اور ایسے ہی بلاد بنگالہ وغیرہ مین جمعے کے فرض ہونے مین اور اسکے ادا ہو جانے مین
بہ مذہب صحیح کوئی شبہہ نہین ہی مگر بوجہ وقوع خلاف کے تعریفات مصر اور تعدد جمعہ مین اگر احتیاطاً یہ چار رکعت

ادا کی جاوین تو کچھ حرج نہین مگر بشرطیکہ خیال انکی فرضیت کا اور عدم فرضیت یا عدم جواز جمعے کا نہ آنے پاوے اور یہ خیال آ وے تو انکو نہ پڑھنا چاہیے انتہی دیکھو اسمین شرط مصریت کا لحاظ رکھا گیا اور اُسی جلد کے فتوی ۲۶۲ مین ہی پس حاصل یہ ہو کہ جس جگہ جمعے کے صحیح ہونے مین شک واقع ہووے جیسا کہ اکثر دیہات اور قریون مین ہنگامہ کے کہ انمین کوئی تعریف مصر کی بخوبی نہین پائی جاتی ہی اور بے ضرورت کے ایک ایک بستی مین دو دو تین تین جگہ خالی صندیا دل سے جمعہ پڑھتے ہین تو وہان آخری ظہر چار رکعت پڑھنا واجب ہی انتہی دیکھو یہان سے بھی مصر کی شرط نکلتی ہی اور اُسی فتاوی مین صفحہ ۲۹۷ مین لکھتے ہین فی الواقع آیت فرضیت جمعہ بالاجماع مخصص ہی پس تقیید اُسکی بحدیث اولی ہی اور حنفیہ نے حدیث علیؓ کہ مروی ہی مرفوعاً و موقوفاً والموقوف اصح اور اس باب مین حکم مرفوع کا رکھتی ہی مخصص ٹھیرائے اور بہ مجرد رائے تخصیص نہین کی اور اس مذہب مین کسی طرح کی مخالفت اصول کی نہین ہی تفصیل اسکی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ و بنایہ شرح ہدایہ عینی وغیرہ مین موجود ہی **استفتا** کیا فرماتے ہین علمای احناف رحم کرے اللہ تعالی آپ لوگونپر اور برکت دے آپ لوگون کے علم مین کہ فیض پونہچاتے رہین علم سے اپنے خلائق کو اس قول مین صاحب قدوری کے کہ لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ یعنی نہین صحیح ہوتی ہی ادلے نماز جمعہ مگر مصر جامع مین یا عیدگاہ مصر جامع مین اور نہین صحیح ہوتی ہی گاؤن مین آیا یہ صحیح و موافق اصول مقررہ حضرات حنفیہ کے ہی اور ہم مقلدین مذہب حنفیہ کو عمل کرنا اس قول پر لازم ہی یا نہین۔ **الجواب** ہان عبارت مندرجہ سوال موافق روایات بعض اصحاب الرائے کے ہی اور کتب فقہ مین بھی مذکور ہی لیکن انھون نے واسطے تحقیق امر و حرج کے یہ شرط مقرر کی حقیقۃً موقوفیت صحت ادائے جمعہ کی ان شرطون پر نہین ہی چنانچہ علامہ شعرانی نے اپنی میزان مین اسکی تصریح فرمائی بعد ذکر مسائل الاختلاف کے ان ھذہ الشروط انما جعلھا الائمۃ بتخفیفھا علی الناس ولیست بشرط فی الصحۃ فلو صلی المسلمون فی غیر ابنیۃ ومن غیر حاکم جاز لھم ذلک کیونکہ بتحقیق فرضیت جمعے کے مقید ان شروط قیاسیہ کے ساتھ نہین کیونکہ جو نص قرآنی و نص حدیث نبوی ثابت فرضیت جمعہ ہی وہ ان شرطون کے ساتھ مقید نہین کما ذکرہ العلامۃ ایضا فی میزانہ بعد بیان الشرائط التی اشترطھا بعض العلماء بالرای لان اللہ تعالی قد فرض علیھم الجمعۃ وسکت عن اشتراط ما ذکرہ الائمۃ انتھی فبھذا تطمئن القلوب وتستریح النفوس پس اگر ادائے جمعہ جو بدلیل قطعی بلا اشتراط قرآن و حدیث مین ثابت ہی ان قیود قیاسیہ ظنیہ غیر مقیدہ کے ساتھ جو

خود ہی فی نفسہ متنزل اور متردد فیہ ہی مقید مانا جاوے تو لازم آتی ہی تقیید شے مطلق اور زیادت علی الکتاب
بالقیاس اور وہ نسخ ہی اور اس سے لازم آویگا نسخ کتاب اللہ بالقیاس اور وہ باطل ہی بالاتفاق چنانچہ
لکھا ہی ہمارے علماے اصول رحمہم اللہ تعالیٰ نے ولا خلاف بین الجمہور ان القیاس لا یصیر
ناسخا ولذلک لا جماع اور جبکہ ہمارے علماے حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے زیادت علی الکتاب کو خبر
واحد سے جائز نہین رکھا تو قیاس جو اون ہی اس سے اور وہ بھی کون قیاس جو مختلف فیہ ہی اور جسمین
کمال اضطراب ثابت ہی کب صالح اس بات کا ہوگا کہ اس سے زیادت علی الکتاب جائز ہو چنانچہ ہمارے بعض
علماے حنفیہ نے قرات فاتحہ کو اسوجہ سے رکن صلوۃ قرار نہین دیا کہ اگر یہ رکن مانا جاوے تو نص مطلق
فاقرءوا ما تیسر من القرآن مین زیادت بخبر واحد لازم ہوگی اور وہ باطل ہی اور اسیطرح حد زنا بکرین جلاوطن
کرنے کو حد نہین تسلیم کیا کہ نص الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ مین زیادت بخبر
واحد لازم ہوگی اور اسیطرح بہت سے مسئلہ اصول کے ہین پس کوئی وجہ نہین ہی کہ نص مطلق یا ایہا الذین اٰمنوا
اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع کو خبر واحد بھی نہین مقید بشروط
ظنیہ قیاسیہ مانا جاوے اور بر تقدیر تقیید انکے نزدیک مستلزم نسخ مطلق آیات و موجب زیادت علی الکتاب ہو
اور یہ عقلاً و نقلاً باطل و تفریق بلا فارق ہی اور جب جمعہ مطلق فرض ہی جسکے تارک کی نسبت فلا جمع اللہ
الخ ارشاد ہوا ہی اور جسکو ہمارے علمانے اکبر شعار الاسلام سے لکھا ہی پس اسوجہ سے محققین کی نزدیک جمعہ مصر
اور قریہ خاصہ کے ساتھ مقید نہین بلکہ ہر جگہ جہان مسلمان اوا کرین صحیح ہی اسکا جواب بخاری کی اس روایت سے
ثابت ہوتا ہی کہ حضرت انسؓ نے مقام زاویہ مین جو ایک چھوٹا سا گاؤن تھا جمعہ پڑھا اسکی مؤید یہ حدیث ہی وکان انس
بن مالک فی قصرہ احیانا یجمع واحیانا لا یجمع وھو بالزاویۃ علی فرسخین وعن ابن عباس
قال ان اول جمعۃ جمعت بعد جمعۃ فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد العبس
من جواثی قریۃ فی البحرین اس حدیث کی صحت پر جمہور علما متفق ہین اور علماے احناف کو بھی بغیر تسلیم کرنے
اسکے چارہ نہین اور نیز ثابت ہی کہ حضرت زرارہ اور حضرت مصعب ابن عمر نے قبل تشریف آوری آنحضرت صلعم
کے مدینہ منورہ مین جمعہ قائم کیا حالانکہ حدود فقہا اس پر صادق نہ تھے اور نیز حجۃ اللہ البالغہ مین حضرت شاہ
ولی اللہ نے جو بڑے حنفی مشہور تھے یہ حدیث نقل فرمائی الجمعۃ واجبۃ علی کل قریۃ جس سے ثابت ہوتا ہی
کہ قید مصر نہین پس اس فرض قطعی کو جس حدیث سے صاحب ہدایہ وغیرہ نے مصریت مشروط کرنے پر استدلال کیا ہی

لہ اسکے جواب کا باقی رہنا ہوا

وہ بتصریح ایمہ حدیث جیسا کہ امام نووی نے لکھا ہی ضعیف ہی اور بعض احناف نے جو اسکی تعدیل کی ہی وہ بھی غیر مفید ہی اور اسوجہ سے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہی دوسرے درصورت تعدیل بھی وہ کب صالح اس بات کی ہی کہ اطلاق نص کی دافع ہو اور حدیث موقوف سے احادیث مرفوعہ کی معارض بنی اور تاویلات عقل سے نص قطعی پر زیادتی ثابت کرے حالانکہ یہ باطل ہی علاوہ اسکے خود فقہاے حنفیہ کے کلام سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ سب بھی ان شروط ظنیہ کا کچھ اعتبار نہین کرتے ہین چنانچہ صاحب تفسیر احمدی شرح نقایہ وغیرہما کی روایت مین تصریح ہی واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب

کتبہ العبد المذنب محمد اسمٰعیل عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامداً و مصلیاً اما بعد یہ جواب مخدوش ہی بچند وجوہ انکی تفصیل کے واسطے ایک دفتر چاہیے مختصراً یہان لکھے جاتی ہین **قولہ** موافق روایات بعض اصحاب الرائے کے ہی یہ صحیح نہین اسوجہ سے کہ شرط مصر اتفاق حنفیہ ہی ہان تعریف مصر مین اُن کا اختلاف ہی **قولہ** شعرانی نے اپنی میزان مین اسکی تصریح فرمائی ہی الخ یہ کلام شعرانی کا نہین ہی بلکہ میزان مین قال بعض العارفین ان ھذہ الشروط انما جعلھا الایمۃ الخ مذکور ہی **قولہ** مقیدان شروط قیاسیہ کے ساتھ نہین یہ لفظ قیاسیہ کا کہین میزان مین نہین ہی اور شروط ائمہ کے اکثر اُن مین خصوصاً شرط مصر قیاسیہ نہین ہین بلکہ مستند الی الآثار والاخبار ہین **قولہ** کما ذکر العلامۃ ایضاً فی میزانہ الخ میزان مین یہ عبارت تتمہ عبارت سابقہ کا جو قول بعض عارفین ہی علیحدہ نہین ہی **قولہ** تو لازم آتی ہی تقیید مطلق اور زیادت علی الکتاب بالقیاس الخ ہرگز نہین اولاً تو اسوجہ سے کہ شرط مصر قیاسی نہین دوسرے اسوجہ سے کہ تقیید آیت فرضیت جمعہ باجماع صحابہ ہین بعد ہم بتواتر معنوی ثابت ہی حجۃ اللہ البالغہ مین ہی قد تلقت الامۃ تلقیاً معنویاً من غیر تلقی لفظ انہ یشترط فی الجمعۃ الجماعۃ ونوع من التمدن وکان النبی صلعم مد خلفاءہ والائمۃ المجتہدون یجمعون فی البلدان ولا یواخذون اھل البلد بل لا یقام فی عھدھم فی البلد فھموا من ذلک قرناً بعد قرنٍ وعصراً بعد عصر انہ یشترط لھا الجماعۃ والتمدن انتھے **قولہ** تو قیاس جواد دون ہی اور کون قیاس الخ حنفیہ نے شرط مصر قیاسا نہین کی بلکہ ہرگاہ باجماع علماے صحابہ ومن بعدہم سے یہ امر ثابت ہوا کہ فرضیت جمعہ باب بلکہ مین مطلق نہین ضرور کسی قید کے ساتھ مقید ہی اور حدیث علیؓ دال ہی اس امر پر کہ اقامت جمعہ مقید بمصر ہی حنفیہ نے اِس تقیید کو اد نی نکہا **قولہ** پس کوئی وجہ نہین کہ نص مطلق الخ محض غلط ہی کیونکہ یہ آیت باب بلکہ مین بالاجماع مطلق نہین فتح القدیر مین ہی القاطع للشغبان قولہ تعالےٰ

فاسعوا الی ذکر اللہ لیتناول طلاقہ اتفاقاً بین الامۃ اذ لا یجوز اقامتہا فی البراری اجماعاً ولا فی
کل قریۃ عند الشافعی فکان خصوص المکان مراداً بالاجماع فقدرنا الشافعی القریۃ الخاصۃ و
قدرنا المصر وھو اولی لحدیث علی وھو لو عورض بفعل غیرہ کان علی مقدماً علیہ فکیف
ولم یتحقق معارضۃ ما ذکرنا ایاہ ولھذا لم یثقل عن الصحابۃ انہم لما فتحوا البلاد اشتغلوا
بنصب المنابر والجمع الا فی الامصار دون القری ولو کانت لنقل ولو آحاداً انتہے **قولہ** اور بتقدیر
تقیید انکے نزدیک مستلزم نسخ مطلق آیات الخ ہرگز نہین اسوجہ سے کہ اس مقام مین آیت مطلق نہین بالاجماع
پس مخصص اسکا اجماع قطعی ہی اور خبر واحد مبین مقدار تخصیص ہی اور دافع اجمال ہا بہ التخصیص ہی **قولہ** بلکہ
ہر جگہ آہ اس کا کون محقق قائل ہی کہ ہر جگہ حتی کہ بادیہ اور صحرا مین بھی جمعہ فرض ہی **قولہ** وکان انس احیاناً
یجمع واحیاناً لا یجمع وھو بالزاویۃ علی فرسخین اولاً تو اس فعل انس پر قول علی مقدم ہوگا ثانیاً
اس اثر سے یہ کہان ثابت ہی کہ ہر جگہ جمعہ جائز ہی کیونکہ جائز ہی کہ زاویہ فنای مصر ہو ثالثاً یہ بھی مطلب ہوسکتا ہی
کہ انسؓ زاویہ سے کسی جمعے کو شہر مین آکے جمعہ پڑھتے تھے اور کسی جمعے کو نہین بہ یہ کہ وہین جمعہ پڑھتے تھے رابعاً
یہ ثابت ہونا چاہیے کہ وہ زاویہ کسی تعریف پر مصر نہ تھا خامساً احیاناً لا یجمع سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکے نزدیک
بھی وہان جمعہ فرض نہ تھا ورنہ کیونکر کبھی چھوڑ دیتے تفصیل ان سب امور کی شروح صحیح بخاری مین موجود ہی **قولہ**
عن ابن عباس الخ یہ کہان سے معلوم ہوا کہ جواثی مصر نہ تھا اور اطلاق قریہ سے یہ نہین ثابت ہی کیونکہ کلام اللہ
مین جا بجا مصر پر اطلاق قریہ کا آیا ہی **قولہ** حالانکہ حدود فقہا اسپر صادق نہ تھی مدینے پر اگرچہ سب حدود
صادق نہ تھے لیکن حد معتبر تو ضرور صادق ہی **قولہ** وہ بتصریح ایمہ حدیث الخ یہ غلط ہی سب اسانید اسکے ضعیف نہین
بلکہ بعض صحیح بھی ہین **قولہ** وہ کب صالح اسبات کی ہی کہ اطلاق نص کی رافع ہو الخ اطلاق نص یہان نہین ہی
اجماعاً **قولہ** اور حدیث موقوف سے الخ یہ حدیث اگرچہ قول علیؓ ہی لیکن اصول مین ثابت ہی کہ قول صحابی
مالا یعقل بالرای حکم مرفوع مین ہی اور واجب العمل ہی اور کوئی حدیث مرفوع اسکی معارض نہین (مجموعۂ فتاوی
کے استفتا ۱۶۳ کے جواب مین ہی اگرچہ از بعض احادیث صحیح بخاری وغیرہ معلوم میشود کہ در عہد آن حضرت (جلد دوم ۱۲)
صلی اللہ علیہ وسلم اقامت جمعہ در بعضی قری شدہ است مگر چون در مصنف عبد الرزاق از حضرت علی رض
لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع مروی ست وقول صحابی در ہمچو امور حکم مرفوع ست ازین جہت حنفیہ
در شروط جمعہ تمدن و تمصر می نویسند و تفصیلہ فی فتح القدیر وغیرہا انتہی مجموعۂ فتاوی کی جلد ثالث مین ہی

سوال برائے اولے نماز جمعہ مصر شرط ست تعریف مصر چیست جواب در تحدید مصر اختلاف بسیار ست نزد بعضے فقہاء مصر
عبارت ازان ست کہ ہر صاحب پیشہ دران تمام سال بسر اوقات سازد و او را حاجت باختیار پیشۂ دیگر نیفتد
در برجندی می آرد و فی المضمرات قال بعضهم هو ان یعیش کل محترف بحرفته فیه من سنة
الی سنة من غیر ان یحتاج الی حرفة اخری انتهی و ابو المکارم در شرح خود می آرد و قال البعض
هو ان یعیش فیه کل صانع بصنعه انتهی و نزد بعضی مصر آنست کہ ہر روز دران مولودے
پیدا شود و شخصے بمیرد و بعضی گفتہ اند کہ مصر آنست کہ شمار اہل آن شاق باشد و در برجندی می آرد
و فی کنز العباد قال بعضهم هو ان یولد فیه کل یوم ولد و یموت فیه انسان قال البعض
هو ان لا یعرف اهله الا بکلفة و مشقة انتهی و نزد بعضے مصر آنست کہ دران ۵ ہزار مرد باشند
کذا فی شرح ابی المکارم انتهی و نزد بعضے مصر آنست کہ دران مفتی و قاضی باشند و تنفیذ احکام
نمایند و در شرح ابی المکارم می آرد و قال قاضیخان لا یکون الموضع مصرا الا ان یکون
فیه مفتی و قاضی ینفذ الاحکام انتهی و اختیار بلخی آنست کہ مصر آنکہ اکبر مساجد او اہل
آنرا گنجایش نسازد کذا فی الهدایه و حضرت بحر العلوم مولانا عبد العلی نور اللہ مرقدہ در ارکان
تحریر میفرمایند کہ نزد والد بزرگوار ما یعنی مولانا نظام الدین قدس سرہ مصر عبارت از موضعی ست
کہ دران حوائج ضروریۂ انسان روا باشند یعنی آنجا بیع و شرای ماکولات و ملبوسات می شدہ باشد
و ہم در آنجا اہل حرفہ کہ حاجت بآنہا اکثر می افتد باشند انتہی با وجود طوالت کے میں نے ان عبارتون کو
اس غرض سے نقل کیا تا کہ اہل افترا توبہ توبہ پکار اُٹھین مثل مشہور ہی منہ ہی منہ مکے اور توبہ توبہ پکارے
بڑی شرم کی بات ہی کہ ایسے مواقع پر جہان مولانا مرحوم کی نسبت پیش بندیان ہوئین مولانا کا دامن
چھوڑ کے حملہ کیا جائے اور ایسے ناحق شناس مفتریون کا ساتھ دیا جائے ۵ (یعنی غیر مقلدین کی طرف سے ۱۲)

از تو امید وفا داشت دل سادہ کہ من
خود غلط کردم و از خویش حجابی دارم

ساتوان افترا مولوی صاحب کا یہ مسئلہ ہی کہ صلوۃ جہریہ مین امام کے پیچھے مقتدی کو قرارت پڑھنا سکتات امام مین جس سے استماع مین خلل نہو مستحسن ہے انکے حاشیہ شرح وقایہ کے
صفحہ ۱۹۰ مین ہی و علی هذا فلا یستنکر استحسانها فی الجهریة ایضا استماع سکتات
الامام بشرط ان لا یخل بالاستماع انتہی یہ مسئلہ بھی انکا اربعہ مذاہب کے مخالف ہی اسلیے کہ امام ابو حنیفہؒ
کے مذہب مین مطلقاً امام کے پیچھے قرارۃ مکروہ تحریمی ہی اور امام شافعی کے نزدیک مطلقاً واجب ہی اور

ف ساتوان افترا صلوۃ جہریہ مین امام کے پیچھے مقتدی کو قرارۃ پڑھنا سکتات امام مین جس سے استماع مین خلل نہو مستحسن ہے

امام مالک رح و امام احمد رح کے نزدیک جہریہ مین منع ہی اور سریہ مین فرض ہی جیسا کہ کتب فقہ مین ہی لیکن سکتات
مین جہریہ قراءۃ کے وقت کسی کا مذہب نہین ہی ہم کہتے ہین یہ مولویصاحب کا مسلک نہین ہی بلکہ یہ مذہب امام
شافعی کا ہی مولانا مرحوم نے حاشیہ شرح وقایہ مین اس مسئلے کو مختصر طور پر ذکر کرکے یہ لکھا ہی کہ ان مذاہب کی
تحقیق امام الکلام مین لکھی گئی ہی امام الکلام کو دیکھنا چاہیے ایسی صورت مین امام الکلام کا دیکھنا ضروری
تھا ایسے مسئلے کو جو نہایت تفصیل سے امام الکلام مین لکھا ہی یہ کہنا کہ مذاہب اربعہ کے خلاف ہی محض افترا ہی
امام الکلام مین ہی قال الاوزاعی والشافعی وابو ثور حق علی الامام ان یسکت سکتۃ بعد التکبیرۃ
الاولی وسکتۃ بعد فراغہ من القراءۃ لفاتحۃ الکتاب وبعد الفراغ من القراءۃ لیقرأ من
خلفہ بالفاتحۃ یعنی اوزاعی وشافعی وابو ثور کہتے ہین کہ امام پر حق یہ ہی کہ بعد تکبیر اولی کے تھوڑا سا سکوت
کرے اور سورۂ فاتحہ پڑھ کے بھی سکوت کرے اور قراءت کے بعد سکوت کرے تاکہ اسکے پیچھے کے لوگ سورۂ فاتحہ
پڑھ لین اس سے ظاہر ہو گیا کہ یہ مسلک امام شافعی کا ہی امام الکلام مین درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ تصنیف
حافظ ابن حجر عسقلانی سے منقول ہی کہ وہ رسالہ بخاری سے نقل کرتے ہین نقول انما یقرأ خلف الامام
عند سکوتہ فقد روی سمرۃ کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم سکتتان سکتۃ حین یکبر وسکتۃ
حین یفرغ من قراءتہ وقد صرح بذلک ابو سلمۃ بن عبد الرحمن وسعید بن جبیر ومیمون
بن مہران قالوا یقرأ عند سکوت الامام عملاً بحدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب
وبالانصات یعنی بخاری کہتے ہین کہ ہم کہتے ہین کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ اسوقت پڑھنا چاہیے جب امام
سکوت کرے سمرہ سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو جگہ سکتہ فرماتے تھے ایک تکبیر کے بعد اور ایک قراءۃ کے بعد
اسکے ساتھ تصریح کی ابو سلمان بن عبد الرحمن وسعید بن جبیر ومیمون بن مہران نے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب امام سکوت
کرے تو سورۂ فاتحہ پڑھنا چاہیے بحدیث لا صلوۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب اسپر مولانا مرحوم نے یہ اعتراض
کیا ہی یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ قراءۃ تو فرض ہو اور سکتات نہ فرض ہون واجب امام الکلام مین ہی ثم اسند الی البخاری
انہ اخرج فی کتاب القراءۃ خلف الامام نا موسی بن اسمٰعیل نا حماد بن سلمۃ عن محمد بن عمرو
علی بن سلمۃ بن عبد الرحمن قال ان للامام سکتتین فاغتنموا القراءۃ فیہما ثم اسند الیہ انہ
قال نا صدقۃ بن الفضل المروزی نا عبد اللہ بن رجاء المکی عن عبد اللہ بن عثمان بن
خثیم قال قلت لسعید بن جبیر اقرأ خلف الامام قال نعم وان سمعت قراءتہ انہم احدثوا

شیئا لم یکونوا یصنعونہ ان السلف کانوا اذا امّ احدھم الناس کبّر ثم انصت حتی یظن ان من خلفہ قد قرء فاتحۃ الکتاب ثم قال ھذا موقوف صحیح فقد ادرک سعید بن جبیر جماعۃ من علماء الصحابۃ ومن کبار التابعین ثم اسند الی البخاری نا موسی بن اسمعیل نا حماد بن سلمۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ انہ قال یا بنی اقرء وا اذا سکت الامام واسکتوا اذا جھر فانہ لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب انتھی کلامہ ملخصا وفی جامع الترمذی بعد روایۃ حدیث قتادۃ عن الحسن عن سمرۃ حدیث سمرۃ حدیث حسن وھو قول غیر واحد من اھل العلم یستحبون للامام ان یسکت بعد ما یفتتح الصلوۃ وبعد الفراغ من القراءۃ وبہ یقول احمد واسحاق واصحابنا انتھی وفی بھجۃ المحافل ثبت ان صلے اللہ علیہ وسلم کان یسکت بعد التامین سکتۃ طویلۃ بحیث یقرأ الماموم فاتحۃ الکتاب فھی سنۃ قل من الائمۃ من یستعملھا فھی من السنن المھجورۃ انتھی اس عبارت سے یہ ظاہر ہو کہ بروایت بخاری محمد بن عمرو علی بن سلمہ نے یہ بات کہی کہ امام کے لیے دو سکتے ہین ان دونون سکتون مین قراۃ فاتحہ کو غنیمت سمجھو سعید ابن جبیر کا قول ہو کہ طریقہ سلف یہ تھا کہ امام تکبیر کہکے اتنی دیر تک چپ ہو رہتا تھا کہ وہ اس بات کو سمجھ لیتا تھا کہ مقتدیون نے سورۂ فاتحہ پڑھ لی عروہ نے اپنی بیٹی ہشام سے یہ کہا کہ اے میرے بیٹے سورۂ فاتحہ کو اسوقت پڑھو جب امام چپ ہو جاتا ہی بہجۃ المحافل مین مروی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد آمین کہنے کے دیر تک چپ ہو رہتے تھے یہان تک کہ مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ لے اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہو کہ مولانا مرحوم کا یہ قول مخالف مذاہب اربعہ کے نہین ہی یہ امام شافعی کا مسلک ہی اس باب مین یہ کہنا کہ مولوی صاحب کا یہ قول مخالف مذاہب اربعہ ہی محض غلط ہی رسالہ امام الکلام کیون نہ دیکھا گیا اگر آنکھ ہوتی تو امام الکلام کو دیکھنا ضرور تھا ؎

مارا چہ باک گر کس صاحب نظر نہ باشد	نقشا ختن گہر را نقص گہر نہ باشد

آٹھوان افترا اگر کوئی بزرگ صاحب طریقہ اپنے مریدون کو قضای حاجات کے لیے بطور توسل یا شیخ سید عبد القادر رض شیئا للہ کا وظیفہ بتاوے تو اسکو یہ حضرت منع بتاتے ہین انکے مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۳۵۳ مین ہو شخصے بمریدان خود تعلیم میکند کہ یا شیخ عبد القادر رض شیئا للہ بطور دعا وورد بخوانند برائے قضای حاجات مفید ست یا نہ بعض کسان باین طریق تعلیم میکنند کہ یا شیخ برائے حصول ما بدرگاہ خدا دعا کنید پس برائے تعلیم کنندہ چہ حکم ست اسکے جواب مین آپ فرماتے ہین ازین چنین وظیفہ احتراز لازم وواجب اولا ازین جہت کہ این وظیفہ متضمن شیئا للہ ست وبعض فقہا ازین ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در در مختار مینویسد کذا اقول شیئا للہ قیل یکفر انتھی ودر رد المحتار مے آرد

فائدہ آٹھوان افترا یا شیخ عبد القادر رض شیئا للہ کا وظیفہ بتانا اگر بر سبیل جواب

لعلّ وجهه انه طلب شيئاً لله والله تعالى غني عن كل شئ والكل مفتقر ومحتاج اليه وينبغي ان
يترجح عدم التكفير فانه يمكن ان يقول اردت ان اطلب شيئاً اكراماً لله تعالى شرح الوهبانية
قلت وينبغي او يجب التباعد عن هذه العبارات وقد مرّ ان ما فيه خلاف يؤمر بالتوبة والاستغفار
وتجديد النكاح انتهى ثانياً ازين جهت کہ این وظیفہ متضمن بہت ندای اموات راز امکنۂ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ
اولیارا قدرتی حاصل ست کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند الخ یہ مسئلہ بھی مولوی صاحب کا سراسر لغو و باطل ہی قطع نظر اس سے
کہ مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے اس مسئلے کا رد وسیلۂ جلیلہ مین اچھی طرح کیا ہی اور اس وظیفے کے پڑھنے کا جواز ثبوت
کو پہنچایا ہی لیکن قدرے مختصر چند باتین ضروری بیان کیجاتی ہین آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ کسیوقت تمام فتوی کا تفصیل وار لکھا
جاویگا الا حظہ فرمائیے اولاً صاحب درمختار کے استاد علامہ خیرالدین رملی نے اپنے فتاوی خیریہ مین ان لوگونکے قول کو کہ جسکو درمختار
مین قیل یکفر کرکے لکھا ہی بہت زور سے رد کیا ہی اور ثابت کیا ہی کہ اس وظیفے مین کفر تو درکنار اسکے عدم جواز کی بھی وجہ نہین
پائی جاتی پس مردود قول پر فتوی دینا مولویصاحب ہی کا کام ہی ثانیاً ردالمحتار کی عبارت مین مولویصاحب سے خیانت ہوئی ہی
کہ آپنے اپنے مطلب کی بات تو اس سے نقل کرلے مگر جس سے تمام مطلب مولویصاحب کا بگڑا جاتا تھا وہ اسکے آخر سے چھوڑ دی وہ یہ ہے
لاکن هذا ان كان لا يدري ما يقول اما ان قصد المعنى الصحيح فالظاهر انه لا باس بہ انتہے اس
عبارت سے صاف ظاہر ہی کہ علامہ شامی کے نزدیک اس وظیفے کے معنی صحیح اگر کوئی قصد کرکے پڑھے تو جائز ہی منع نہین اور
یہ ظاہر ہی کہ جو شخص صاحب طریقہ اور صاحب ارشاد ہی وہ مریدون کو صحیح معنی ہی بتاتا ہی غلط معنی کا احتمال تو عوام مسلمین
پر بھی نہین کیا جاتا ہی جیسا کہ سابقاً فتاوی خیریہ سے نقل کیا گیا تو ایسے شخص پر کیسا گمان کیا جاوے کہ وہ غلط معنی مریدون کو
بتاتا ہی پس اس سے اظہر من الشمس ہے کہ یہ وظیفہ صاحب ردالمحتار کے نزدیک بھی جائز ہی ثالثاً انبیا و اولیا علیہم السلام کو ندا
اور انکے استمداد بطور توسل بہ امکنۂ بعیدہ سے شرعاً ثابت ہی ہم کہتے ہین مولانا مرحوم ناقل ہین درمختار مین ہی قیل یکفر
یعنی کہا گیا ہی کہ شیئاً للہ کہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہی صاحب ردالمحتار نے تکفیر کی یہ وجہ بتائی ہی کہ اُسنے خدا کے واسطے چیز
مانگی اور اللہ تعالیٰ غنی ہی ہر چیز سے سب اُسکے محتاج ہین پھر شامی نے شرح وہبانیہ سے عدم تکفیر کو ترجیح دیکر یہ بات کہی ہی
کہ ممکن ہی کہ یہ بات کہی جاوے کہ مین نے اسکے یہ معنے لیے ہین کہ ہم چیز کو طلب کرتے ہین واسطے اکرام اللہ تعالیٰ کے صاحب ردالمحتار اسپر
اعتراض کرتے ہین کہ ایسی عبارت سے بچنا واجب ہی اور یہ بات گذر چکی ہی کہ بعضونکا قول ہی کہ ایسی صورت مین تجدید توبہ و استغفار تجدید
نکاح کرنا چاہیے جب ردالمحتار مین یہ معنی لکھے ہین تو اسکو موافق و مطابق و بابہ مخالف سنت و جماعت کے قرار دینا صاحب
درمختار و ردالمحتار پر حملہ کرنا ہی اور در پردہ ان کو وہابی بتانا ہی ہم نے مانا کہ علامہ خیرالدین رملی نے اس قول کو جائز سمجھا ہی

مگر مولانا مرحوم نے جس قول کو نقل کیا ہی اُسکی تصحیح نقل مین کچھ کلام نہین رہی یہ بات کہ رد المحتار کا قول مردود ہی یا ملی کا
یہ دوسری بات ہی یہ کہان سے معلوم ہوا کہ خیر الدین ملی کا قول مفتی بہ ہی رد کا ہونا مستلزم مفتی بہ ہونے کو نہین ہی بڑے
تعجب کی یہ بات ہی کہ جب اس قول کو استاد نے رد کیا تھا تو صاحب مختار نے اپنی فتاوی مین اسکو کیون لکھا سارا الزام
صاحب درمختار پر عائد ہوتا ہی اگر وہ اپنے استاد کے خلاف کرکے اسکو نقل نہ کرتے تو مولانا مرحوم یہ الزام کیون قائم کیا جاتا
خیانت کا دعوی بھی افترا ہی عبارت رد المحتار کی اُسیقدر نقل کی گئی ہی جسقدر مستفتی کے استفتا کو کافی تھے اس مین
مفتی کا اپنا مطلب کیا تھا جو پوری عبارت نقل کرنے سے تمام مطلب بگڑ جاتا مفتی کا مطلب اسقدر ہی کہ مستفتی کا
جواب ادا ہو جائے مستفتی کا مطلب سیاق عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہی کہ اُسنے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئا للہ کے ورد کی نسبت
سوال کیا جس کے وہ معنی نہین جانتا پیرون کا یہ دستور نہین ہی کہ جب عوام کو وہ کوئی وظیفہ بتائین تو اُسکے معنی بھی سکھائین
بلکہ عام دستور یہ ہی کہ پیر اپنے مریدین سے یہ کہتے ہین کہ اس وظیفے کو اتنی مرتبہ پڑھا کرو اسوجہ سے مولانا نے اس عبارت کی نقل کو
بضرورت سمجھا اس عبارت کے چھوڑنے سے کونسا مطلب مولویصاحب کا بگڑا جاتا ہی یہ مین نہین کہتا کہ پیر و مرشد مریدون کو
غلط معنی بتاتے ہین بلکہ یہ کہتا ہون کہ وہ معنی نہین بتاتے طرفہ یہ ہی کہ صاحب رد المحتار اس صورت کے جواز کو اس طور پر تسلیم کرتے
ہین کہ ظاہر یہ ہی کہ کچھ مضایقہ نہین ظاہر کا لفظ قابل غور ہی مولانا کے فتوی کا جواب شوق سے لکھو مگر میرا کہا اتنا ضرور
مانو کہ صاحب درمختار و رد محتار کو وہابی نہ بتاؤ یہ بھی اکابر اہل سنت فقہا سے تھے یہ شرح و حاشیہ متداول ہین علما انکے

کلام سے احتجاج کرتے ہین	غیر از جفا ندید دل من ہر چہ دشمان	این ہم حکایتی ست کہ خوبان می کنند
حاشا تو حق شناس نۂ راہ خود مگیر	خاصان حق ہمیشہ بمن اقتدا کنند	

توان اثبات اقیام ولادت باسعادت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس حضور کرتے ہین اسکو مولویصاحب بدعت سیئہ
اور مکروہ جانتے ہین مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۲۴۲ مین ہی قیام جو بوقت بیان ولادت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیا جاتا ہی اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا نہین ہی اور یہ گمان کہ یہ قیام تعظیم نبوی ہی فاسد ہی انتہی اور صفحہ ۲۴۳
مین فرماتے ہین الحاصل یہ قیام افراد تعظیم نبوی سے جو ہر مسلمان پر فرض ہی نہین ہی اور نہ اسکی کوئی اصل معتد بہ شرعا پائی جاتی
ہی بلکہ یہ بدعت ہی انتہی یہ مسئلہ بھی مولویصاحب کا باطل و سنت و جماعت کے مخالف ہی مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری
صیانۃ الایمان کے صفحہ ۶۳ مین فرماتے ہین تقریر سابق سے واضح ہی کہ قیام امور ناجائزہ سے نہین بلکہ قامع البدعہ
محمد شامی اسکے جواز کے قائل ہین اور یہ تہمت ناحق نہین اسلیے کہ وہابی عموما مجلس مولود و قیام کو بدعت مذموم کہتے ہین اگر
تہمت ہی تو کیا وہابی مجلس مولود مین قیام کیا کرتے ہین انتہی اور سجدہ تحیہ کے صفحہ ۳۴ مین فرماتے ہین قیام مجلس میلاد مین جو

ذکر ولادت باسعادت ما استحسنہ العلماء سے جو علمائے مذاہب اربعہ اسکے جواز کے قائل ہیں انتہی اور ارشاد العبود کے صفحہ ۱۱۱ میں فرماتے ہیں قد استحسنہ المحدثون الخ مولوی کلیل احمد صاحب کی عبارت سے چند امور ثابت ہوئے ایک یہ کہ قیام وقت ذکر ولادت باسعادت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر وہابیہ ہی روسیاہ ہیں جو اسکو ناجائز اور بدعت مذمومہ سیئہ بتاتے ہیں دوسرے یہ کہ علمائے مذاہب اربعہ خصوصاً محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اسکے استحسان کے قائل ہیں بلکہ بعض محدثین نے قیام کو واجب جانا ہے تیسرا یہ کہ یہ قیام افراد قیام تعظیمی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پس بالضرور مشروع اور مستحسن ہے پس مولوی صاحب کا ایسے قیام کو بدعت سیئہ کہنا اور اسکو قیام تعظیم کی افراد سے خارج جاننا مطابق وہابیہ مخالف سنت جماعت کے ہے اگر زیادہ کسی کو اس قیام کی تحقیق اور اسکے استحسان کے دلائل دیکھنا منظور ہو تو اشباع الکلام وسیف الاسلام وحق الیقین وانوار ساطعہ وبوارق لامعہ وغیرہ کتب سنت وجماعت دیکھے انشاء اللہ تعالیٰ تمام شبہات وہابیہ کا استیصال ان کتب میں پائیگا ہم کہتے ہیں یہ حوالہ محض غلط ہے مجموعۃ الفتاوی کے صفحہ ۴۲۲ و صفحہ ۴۲۳ میں عبارت منقولہ نہیں پائی جاتی ایسے غلط انتساب سے کیا فائدہ بجز اسکے کہ بھلے آدمیوں میں فضیلت اٹھائی جاوے ہی شرم کی بات ہے کہ ایسے صفحے کا حوالہ دیا جاوے جسمیں عبارت منقولہ نہ پائی جاوے معترض کی جبلت اسی قسم کی واقع ہے کہ وہ غلط حوالہ دیا کرتا ہے جب عبارت منقولہ کا حوالہ غلط ثابت ہوا تو اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ مولانا مرحوم نے قیام مجلس میلاد کو مما استحسنہ العلماء لکھا ہے چنانچہ فتاوی جلد سوم میں ہے سوال قیام وقت ذکر ولادت باسعادت چہ حکم دارد جواب اگر کسے در آنوقت بحال وجد صادق بی ریا وتصنع استادہ شود معذور ست واز آداب محبت ست کہ حاضر یں را تباع او سازند ولیکن حال وجد باختیار خود ہستادہ شدن فرض ست ونہ واجب ونہ سنت مؤکدہ بمعنی عرفی وشرعی زیرا چہ از زمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منقول نشد ونہ در قرون ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیر اند بود وامام غزالی در احیاء العلوم سیفرمایند روی انس انہ کان صحابۃ لا یقومون لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی بعض الاحوال لیکن علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا قیام میفرمایند امام برزنجی رحمہ اللہ در رسالہ مولد می نویسد وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ایمہ ذو روایۃ فطوبی لمن کان تعظیما صلے اللہ علیہ وسلم غایۃ ملامہ ومرامہ انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم قیام مجلس میلاد کو مما استحسنہ العلماء سے فرماتے ہیں یہی مسلک مختار ہے مولوی کلیل احمد صاحب سکندرپوری مولوی عبد القادر صاحب بدایونی ادام اللہ ظلہما اپنے رسائل میں اسی کے قائل ہیں سوائے مما استحسنہ العلماء کہنے کے اس قیام کے لیے کوئی اصل شرع سے ثابت نہیں اگر کوئی اصل پائی جاتی تو یہ دونوں نامی علما اپنے رسائل میں ذکر کرتے مجموعۂ فتاوی جلد اول میں ہے باقی قیام کرنا جو وقت ذکر ولادت کے کرتے ہیں ہمارے نزدیک بے اصل ہے اور کوئی اولۂ شرعیہ سے ثابت نہیں اور کرنا عرفاً کسی فعل کو بعد قرون ثلاثہ یعنی نوے برس کی حجت نہیں ہے

ابن الہمام اور عینی اور ملا علی قاری وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم اپنی کتابون مین لکھ گئے ہین دیکھے جسکا جی چاہے اور استشہاد یعنی بطور شاہد کے ایک کتاب کی عبارت جو میرے پاس اسوقت موجود ہی لکھے دیتا ہون قلت هذا انما كان فى زمن النبي صلى الله عليه وسلم والخلفاء الراشدين الى انقضاء القرون الثلثة وهى تسعون سنة واما بعد ذلك فقد تغيرت الاحوال وكثرت البدع خصوصا فى زماننا هذا على ما لا يخفى انتهى ما فى عينى یعنی عینی حنفی نے لکھا ہی کہ مین کہونگا سلامت رہنا اہل مدینے کا بدعات سے اور اُنکے عمل کا حجت اور دلیل ہونا سو اسکے نہین کہ تھا زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاے راشدین مین قرون ثلثہ کے گذرنے تک کہ وہ نوے برس ہی لیکن بعد قرون ثلثہ کے پس تحقیق متغیر ہوے احوال اور بہت ہوئین وہان بدعتین خصوصا ہمارے زمانے مین فقط تمام ہوا مطلب عبارت مذکور کا اور بھی ملا علی قاری نے مستقل ایک رسالہ بدعات حرمین مین لکھا ہی دیکھے جسکا جی چاہے انتہی مولانا کی اس تقریر سے صرف اسقدر ثابت ہوتا ہی کہ عرب کا کسی کام کو بعد قرون ثلثہ کے کرنا یہ حجت شرعیہ مین داخل نہین اس باب مین مولانا مرحوم امام عینی وملا علی قاری سے ناقل ہین لہ یعنی نہین ہین کہ بدعت مذمومہ ہی اُن دونون فتاوی مین تصریح نہین ہی پہلے فتوے سے مما استحسنه العلماء ہونا اسکا ثابت کیا گیا دوسرے فتوے سے یہ بات ثابت کی گئی کہ اسکے لیے کوئی اصل شرعی نہین فتوی اول مین بھی اس امر کا ذکر کیا گیا تھا کہ اسکے لیے کوئی حجت شرعی نہین ہی دوسرے فتوے مین امام عینی وملا علی قاری کے کلام سے یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ فعل عرب بعد قرون ثلثہ کے حجت شرعیہ سے نہین ہی علامہ ابن حجر مکی ہیتمی جو بہت بڑے مجوز مجلس میلاد ہین اور ابن تیمیہ کے مدمقابل ہین اور اُنکے بیشتر کتب ابن تیمیہ کی رد مین قیام مجلس میلاد کو بدعت لکھتے ہین فتاوی حدیثیہ مین ہی ونظير ذلك فعل كثير عند ذكر مولده صلى الله عليه وسلم ووضع امه له من القيام وهو ايضا بدعة لم يرد فيه شئ على ان الناس انما يفعلونه ذلك تعظيما له صلى الله عليه وسلم فالعوام معذورون لذلك بخلاف الخواص ممن لم يرد فيه شئ کو غور کی نظر سے دیکھنا چاہیے یہی معنی کا اصل لہ کے ہین مولوی وکیل احمد صاحب کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہابی عموما مجلس مولود وقیام کو بدعت مذمومہ کہتے ہین اسکا یہ مطلب نہین ہی کہ جو قیام کو بدعت یا لا اصل لہ یا لم یرد فیہ شئ کہے وہ وہابی ہی کوئی شخص ایسا نہوگا جو باوصف ادعاے علم کے ابن حجر مکی کو وہابی کہے نعوذ باللہ منہ مولانا مرحوم جواز قیام تعظیمی کے قائل ہین چنانچہ مجموعہ فتاوی جلد اول مین لکھتے ہین قیام واسطے تعظیم علماے دین ورئیس قوم وسادات کے درست ہی مولانا نے اسکے جواز پر احادیث وکلام امام غزالی وامام نووی کو نہایت شد ومد سے نقل کیا ہی پھر جب قیام تعظیمی جائز ہوا اور قیام مجلس میلاد تعظیما لما استحسنه العلماء سے قرار پایا تو لامحالہ قیام مجلس میلاد افراد قیام تعظیمی سے ہوگا ایسی صورت مین مولانا مرحوم کی طرف یہ افترا بدون ہیچ گونہ مناسبت اتفاق مسئلہ تو ہب ہرگز مناسب نہین ہی

بلبل ترا شیرین بلد بنت این تلخ گویہا	بشنو نت ای پدری گفتار زیبا نی شنید

دسوان افترا امام محمد رحمہ اللہ کو صاحب ہم کے لکھا جواب

کنی باغیر از مہر و وفای من شکایتہا	معاذ اللہ ترا این شکوہ بی جا نمی زیبد
بحالم این جفا ای دلبر عنانی نمی زیبد	منم از ناز پروردان چین روز افزونت

دسوان افترا امام محمد رحمہ اللہ کے شان عالی مین یہ حضرت موطا کی حاشیہ مین لکھتے ہین ھٰھنا وھم اٰخر لصاحب ھذا الکتاب یعنی اس جگہہ ایک اور وہم صاحب کتاب کا ہے افسوس امام محمد رح کی طرف یہ بزرگ چھوٹا منہ بڑی بات وہم کی نسبت کرین سچہ بنسبت خاک را باعالم پاک ہم کہتے ہین کہ کیا ان قسمون کے افترا سے پیٹ نہ بھرا تھا کہ پھر تہمت کا ٹوکرا سر پر اُٹھا لیا اس افترا مین بھی تہذیب کا نام نہین منہ مین لگام نہین ؎

پھر اُسکے پھندے مین جا رہے ہین جسکے پھندے مین جا چکے تھے	وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اُٹھا چکے ہین
جو اُنکی خو تھی سو اُنکی خو ہے جو گفتگو تھی سو گفتگو ہے	پھر اُنپہ مرنے کی آرزو ہے جو ہر طرح سے مٹا چکے ہین

ہم کہتے ہین دنیا جانتی ہے کہ مولانا مرحوم مذہب حنفی کے بہت بڑے حامی تھے ہدایہ کے حاشیہ مین مولانا مرحوم نے جو کچہ اپنا وقت صرف کیا ہے اُس سے علامہ برہان الدین مرغینانی کی روح پھڑک اُٹھی ہوگی اور مولانا کے لیے خشوع و خضوع سے دست بدعا ہوئی ہوگی مولانا کا حاشیہ شرح وقایہ پر ایسا حاشیہ ہے جسمین تمام مسائل و دلائل سے ثابت کیگئی ہین جامع صغیر کی تحشیہ کا کیا کہنا ہے موطا امام محمد کا حاشیہ نہایت قدر کے قابل ہے اگر ایسا شخص حنفی مذہب کا حامی کہلائیگا تو پھر حامی کے لیے کیا سینگ ہوتا ہے امام محمد کے مدائح سے مولانا کی تصانیف الامانی مین دیکھو مقدمہ ہدایہ سعایہ عمدۃ الرعایہ نافع کبیر فوائد بہیہ تعلیقات سنیہ تعلیق الممجد وغیرہ وغیرہ پھر ایسے شخص کی نسبت یہ کہنا کہ انھونے امام محمد سے بے ادبی کی بہتان نہین تو کیا ہے ؎

گاہی نشستہ کہ چنین نعیبنش فرو رود	باطفل ہمہ مزاج درافتاد کار من

اگر ہم بتسلیم کر لین تو وہم کا لفظ بے ادبی پر محمول کرنا اور اس بے ادبی کا ایسی مدح کی طرف منسوب کرنا محض غلط ہے منتخب اللغات مین ہے وہم بالفتح رفتن دل بسوے چیزے بے قصد آن بمعنی برون یہ دونون معنی یہان جسپان ہین یہان وہم بمعنی تحتیین نہین ہے جسکے معنی غلط کرنیکے ہین اسلیے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو شخص جسکا مداح ہوتا ہے اُسکی نسبت اس قسم کا خیال توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہے یہ بات جو کہی گئی ہے کہ فلان شخص نے جب مولانا مرحوم کو مغلوب الوہم کہا تو اسپر مولوی کمیل احمد صاحب سکندرپوری نے تنقیح البیان بر ہم ہوئے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُس شخص نے مولانا مرحوم کا نہ صرف رد لکھا تھا بلکہ نہایت کیک الفاظ سے اُنکو یاد کیا تھا اور مولانا مرحوم کی طرف تو یہ خیال بھی نہین جا سکتا کہ وہ امام محمد کے طرف کیک الفاظ کی نسبت کرینگے پھر مغلوب الوہم کا لفظ لائق برہمی ہے یا قابل ستایش مین یہ پوچھتا ہون کہ یہ کونسا محل تھا کہ مولوی کمیل احمد صاحب سکندرپوری پر اعتراض کیا گیا اُنھین کیا خبر کہ مولانا مرحوم نے اپنے تصانیف مین کس مقام پر کیا لکھا ہے مولوی کمیل احمد صاحب سکندرپوری اس زمانے مین ایسے عالم ہین جنھونے فرقہ وہابیہ کے رد مین کیسی جانکاہی کی ہے انکے رسالے متداول عالم پسند ہین پھر ایسے عالم کی دل آزاری کیا معنی

اے از محبت بے خبر تا کے کنی خون در جگر	در دش بکش و غش مبین غم ہا بجان ما مگن

ایک وہ دن تھا کہ انکو یوگ اپنا مقتدا جانتے تھے انکی افادات کو مانتے تھے آج انھین سے چھیڑ چھاڑ ہی بات بات پر بگاڑ ہی کبھی ہم مین تم مین یہی چاہ تھی کبھی تم ہم بھی راہ تھی کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین کہو یہ یاد ہو کہ نہ یاد ہو

گیارھوان افترا

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین فوائد بہیہ کے حاشیہ کے صفحہ ۱۸ مین فرماتے ہین قد سلك فيه مسلك الانصاف وتجنب عن طريق الاعتساف الا في بعض المواضع قد عزل النظر فيها عن التحقيق وسلك مسلك الجدل والخلاف غير لائق بشانه یعنی امام طحاوی شرح معانی الآثار مین انصاف کا رستہ چلے ہین مگر بعض جگہ تحقیق کو بالکل چھوڑ دیا ہی اور جدل وخلاف غیر لائق اختیار کیا ہی یہ کہنا بالکل بے جا ہی کسی حنفی نے انکی شان مین ایسا نہین کہا اور کیسے کہتا حالانکہ وہ ایسے شخص ہین کہ انکے بعد ہم معشر حنفیہ مین کوئی شخص ایسا نہین ہوا اور مسائل حنفیہ کو اسقدر انصاف کے ساتھ مدلل کیا ہی کہ کسی شخص کو دم مارنے کی طاقت نہین ہی اور شرح معانی الآثار آپنے ایسی ایک کتاب لکھی ہی کہ حنفی مذہب تو درکنار باقی تین مذہب مین بھی ایسی کتاب کسی نے نہین لکھی ہان البتہ امام طحاوی نے امام کے پیچھے قراۃ پڑھنا اور رفع یدین کرنا اور آمین بجہر کہنا وغیرہ مسائل حنفیہ کو بہت زور سے ثابت کیا ہی اور انکے خلاف دلائل کو اچھی طرح توڑا ہی جو مولوی صاحب کے مذہب کے مخالف ہی کیونکہ یہ حضرت ان مسائل مین حنفیہ علیہ کے مخالف ہین انکے خلاف کے دلائل کو کتب شافعیہ سے نقل کرکے اسکا نام انصاف رکھتے ہین اگر یہ امام طحاوی سے بزعم مولوی صاحب انصافی ہوئی ہو تو ہوئی ہو مگر حنفیہ کے نزدیک یہ عین انصاف ہی اسیطرح ان حضرت نے امام ابن ہمام رح وامام عینی رح کی شان مین بھی گستاخیان کی ہین اور انکی طرف تعصب کے نسبت کی ہی افسوس ہم کہتے ہین ہندوستان مین تقریبًا ہزار سال سے اسلام کا جھنڈا نصب ہوا اور ریوًا فیوًا مسلمانونکی ترقی ہوتی گئی یہان تک کہ زمانہ حال مین جو چل رہا ہی خداوند تعالی کے فضل سے چھ کروڑ سے مسلمانونکی تعداد بڑھی ہوئی ہی یہ بھی خدا کی قدرت ہی کہ جس زمانے سے اسلام کی روشنی ہندوستان مین چمکی مذہب حنفی نے اپنا یہان قدم ایسا مضبوط جمایا کہ باوجود حوادث کثیر کے یہ قدم نہ پھسلا جدھر نظر اٹھاکے دیکھیے تو حنفیون کا بڑا گروہ باوقعت دکھائی دیتا ہی عموًا سلاطین ہند حنفی مذہب تھے علماے اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم ہندوستان کے حنفی مذہب کے پابند تھے اور ملت حنفیہ کے مروج ہوتے آئے اگر چراغ لیکر ڈھونڈھیے تو دوسرے مذاہب حقہ کے لوگ بہت کم ملینگے مذہبی کتابین جو ہندوستان مین تصنیف ہوئین وہ سب حنفی مذہب کی تائید مین فتاوی ہندیہ جو سلطان اورنگ زیب کی توجہ سے تصنیف ہوا ہندوستان مین آپ اپنا نظیر ہی بڑی فخر کی یہ بات ہی کہ یہ فتاوی حجاز مین مصر بغداد دمشق بیت المقدس وغیرہ مین متداول ہوا حالیان مصر نے بلحاظ اسکی قبولیت کے زر خطیر صرف کرکے مصر مین چھاپا مگر آج تک کسی

گیارھوان افترا امام طحاوی رح پر مولوی صاحب کے جواب

عالم نے تراجم حنفیہ کے لکھنے کو قلم نہ اٹھایا واقعی یہ ٹیڑھی کھیر تھی جسکے لیے بہت بڑا مواد علمی درکار تھا اس زمانے مین جب دین مین قسم قسم کے فتنے اٹھ کھڑے ہوئے اور مجتہدین و اکابر حنفیہ پر زبان دراز یان کوچہ و بازار مین ہونے لگین یہانتک کہ امام اعظم پر قسم قسم کے مطاعن لوگونکی زبانو پر جاری ہوئے اور اونا دونا جاہل آدمی امام ہمام کے معائب کا راگ گانے لگے گویا آپ کی شان عظمت نشان مین بے ادبی کرنا ثواب سمجھتے پس اس بات کی نہایت ضرورت داعی ہوئی کہ تراجم حنفیہ لکھے جائین مگر کسی عالم نے اس ضرورت کے طرف توجہ نکی یا یون کہا جائے کہ کسی مین اس قسم کا حوصلہ نہ تھا کہ تراجم حنفیہ لکھے مولانا مرحوم نے اس ضرورت پر توجہ کی اور الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ تصنیف کیا جو بلحاظ اپنی جامعیت و فوائد کے نظیر نہین رکھتا ؎

جو دین مین تیرا کت پسند عالم کہیگے بیشک وہ منصفی سی | بہت ہین استاد فن تو لیکن ترا سخن ہے جواب ترا ہے

یہ ایسا ترجمہ ہی جسکے دیکھنے سے لوگون کی آنکھین کھل گئین مخالفین کی زبانین بند ہوگئین پھر مولانا نے توجہ فرماکے التعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ لکھا یہ دونون تراجم ایسے مقبول ہوئے کہ تھوڑے عرصے مین دو مرتبہ چھپے ان دونون تراجم کے دیکھنے سے مقلدین کو فقہاے حنفیہ کی عظمت کا سمان نظرون مین بندھ جاتا ہی اسمین شبہ نہین کہ اسکے شائع ہونیکے قبل مجتہدین و فقہاے حنفیہ کے نام سے بھی علماے ہندوستان واقف تھے اگر کسی کا نام انکے سامنے لیا گیا تو وہ سر بگریبان ہوکر کہ آتی کیس مذہب کے عالم ہین کسی کتاب کا ذکر آجاتا تھا تو انکو تامل ہوتا تھا کہ کیسکی تصنیف ہی اور کس مذہب کی کتاب ہی البتہ بعض علما و چند کتب مشہورہ کے نام انکو معلوم تھے مگر اُن علما کے تراجم سے بالکل ناواقف تھے بیشتر کتب مشہورہ کی نسبت بھی یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہمنے نہین دیکھی ہین تراجم حنفیہ سے یہ سب دقتین رفع ہوگئین ایک طالب العلم بھی انسے اپنے معلومات کو بڑھا سکتا ہی انصاف کا یہ مقتضا تھا کہ اس باب مین مولانا کی شکرگذاری کی جاتی یہان اسقدر انصاف کا خون کیا گیا ہی کہ انکی طرف قسم قسم کی تہمتین لگائی جاتی ہین ؎

ولبر اقدر من زار تو نشناختہ | بیوفا یار ز اغیار تو نشناختہ

یہ بات جو ظاہر کی جاتی ہی کہ فوائد بہیہ کے صفحہ ۱۸ کے حاشیے مین مولانا نے یہ لکھا ہی قد سلك فیہ مسلك الانصاف الخ محض افترا ہی فوائد بہیہ دو مرتبہ چھپی ہی مگر حاشیۂ فوائد بہیہ مین کہین یہ عبارت نہین پائی جاتی اس جھوٹ کا کچھ ٹھکانا ہی لکھتے وقت یہ تو دیکھ لینا تھا کہ فوائد بہیہ کے حاشیے مین یہ عبارت ہی یا نہین اس دروغ اظہار کا اگر کوئی شخص مواخذہ کرے اور کان پکڑکر یہ کہے کہ بتاؤ حاشیۂ فوائد بہیہ مین یہ عبارت کہان ہی تو اسوقت کیا جواب دیا جائیگا اور کیونکر گلو خلاصی ہوگی امام طحاوی کی تعریف سے حاشیۂ فوائد بہیہ لالال ہی اگر اس غلط انتساب کو جو حاشیۂ فوائد بہیہ کی طرف کیا گیا ہی ہم خاطی کی خاطر سے تسلیم کرین تو ہم کہتے ہین کہ اس تحریر سے امام طحاوی کی عالی خدمت مین کسی قسم کی بے ادبی یا ناانصافی نہین ہی مولانا نے حاشیۂ فوائد مین ان کمال باشا و غیرہ کی نسبت لکھا ہی کہ لوگ طحاوی کو ایسے طبقہ مجتہدین سے شمار کرتے ہین جو ایسے مسائل مین جن مین روایت نہین ہی اجتہاد پر قادر ہوا اور فروع و اصول مین مخالفت پر قادر نہو مولانا نے اسپر اعتراض کیا ہی کہ ایسا نہین ہی بلکہ طحاوی کا درجہ اس سے عالی تھا انھون نے اکثر مسائل

اصول و فروع میں صاحب مذہب سے مخالفت کی ہو شرح معانی الآثار وغیرہ مصنفات طحاوی کے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہی اسلئے
اکثر صاحب مذہب نے ایسے امور میں خلاف کیا ہو جنکے لیے اُنکے نزدیک دلیل قوی پائی گئی حق یہ ہو کہ طحاوی ایسے مجتہدین میں ہیں جو اگرچہ
امام معین کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن اسوجہ سے کہ آلات اجتہاد سے متصف ہیں فروع و اصول میں امام معین کی تقلید نہیں کرتے وہ آپ کو
امام معین کی طرف اسلیے منسوب کرتے ہیں کہ وہ اُنکے طریقۂ اجتہاد پر چلتے ہیں اگر فرض کر لیا جائے کہ طحاوی کا درجہ اس سے گھٹا ہوا ہو
تو طحاوی ایسے مجتہدین فی المذہب ہیں جو ایسے قواعد سے جنکو امام نے مقرر کیا ہو استخراج احکام پر قادر ہوتے ہیں غرض طحاوی کا
درجہ تو اس مرتبہ سے ہرگز گھٹا نہیں ہو کوئی کچھ بھی کہے مگر میں نہیں یا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے
ہیں کہ مختصر طحاوی کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ طحاوی مجتہد تھے مذہب حنفی کے نرے مقلد نہ تھے طحاوی نے مختصر میں جہاں
انکو کوئی دلیل قوی ملی اُنھوں نے مذہب حنفی کی مخالفت کی فقط مختصر یہ ہو کہ طحاوی طبقۂ ابی یوسف و محمد میں ہیں طحاوی کا درجہ
اتنے ہرگز گھٹا ہوا نہیں ہو انتہی اس سے ظاہر ہو کہ مولانا مرحوم نے حاشیۂ فوائد بہیہ میں طحاوی کے درجہ کو ایسا بڑھایا ہو جو
طحاوی کی شان کے لائق تھا رہی یہ بات کہ چونکہ طحاوی مجتہد تھے اور اپنے اجتہاد کے زور سے انھوں نے صاحب مذہب کے خلاف کیا اور
مجتہد مخطی و مصیب دونوں ہوتا ہی یہ ضرور نہیں ہو کہ ہر مسئلۂ اجتہادیہ میں مجتہد کی رائے صواب پر ہو جہاں اکثر مجتہدین سے خطا
واقع ہوئی ہو طحاوی بھی اس سے محفوظ نہیں رہے ایسا بھی ہوا ہو کہ طحاوی نے صاحب مذہب کے مخالفت کی ہو مگر صاحب مذہب کا اجتہاد
صواب پر مبنی تھا اور طحاوی سے خطا واقع ہو گئی ہو تو مولانا مرحوم نے بانصاف صاحب مذہب لکھا کہ میں نے شرح معانی الآثار کو
دیکھا واقعی یہ کتاب فوائد نفیسہ و شریفہ سے بھری ہوئی ہو اور مصنف کے فخر پر گویا ہی اور اسکی مہارت پر پکار رہی ہو طحاوی نے
اسمیں انصاف کا رستہ اختیار کیا ہو اور بے راہی کے طریقے کو چھوڑ دیا ہو مگر بعض مواضع ایسے ہیں جسپر طحاوی نے تحقیق کی
نظر نہیں ڈالی اور صاحب مذہب سے خصومت و خلاف کا طریقہ اختیار کیا ہو جو بہتر نہ تھا چنانچہ میں نے اپنی تصانیف فقہیہ میں اُنکو مفصلاً لکھا ہو اس تقریر سے ظاہر ہو کہ
مولانا مرحوم کی غرض طحاوی کی تخطیہ و تجہیل نہیں ہو بلکہ صاحب مذہب کا بانصاف منظور ہونا ایسے امور میں کہ جنمیں صاحب مذہب کے مستند شروح و حواشی کتب فقہیہ کو
اُٹھا کر دیکھیے انمیں کہیں امام کے مذہب کو ثابت کیا ہو اور صاحبین کے مذہب کا جواب دیا ہو کہیں صاحبین کے مذہب کو ترجیح دی ہو اور اُسپر دلائل پیش کیے ہیں
اور امام کا مذہب مرجوح قرار دیا گیا ہو اس سے صرف احناف ہی مستفید نہیں ہوتا ہو بلکہ کسی کو تو ہیں جو شخص علم فقہ میں مذاق رکھتا ہو اور شروح کتب
فقہیہ کی خدمت کا اتفاق ہوا ہو وہ میرے اس قول کی پوری تصدیق کر سکتا ہو اگر مسائل مختلفہ اور اُنکی جرح و تاویل کو اس مقام پر
بیان کروں تو یہ رسالہ نہایت ضخیم ہو جائیگا اسلیے اس مسئلے کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑتا ہوں اب امام طحاوی کی نسبت جو یہ بات لکھی گئی
کہ مولانا مرحوم نے اس درجہ سے امام طحاوی کو بڑھایا ہی کہ طحاوی نے امام کے تیکھے قرات تکبیر رفع یدین آمین بالجہر وغیرہ کو
ثابت کیا ہو اور اُنکے خلاف کو مولانا اُن کو راجح [illegible]

مولویصاحب کی طرف صرف بدگمانی ہی مولویصاحب نے امام طحاوی کی نسبت جو کچھ لکھا ہی وہ بانتصار صاحب مذہب ہی چنانچہ جہان جہان مولویصاحب نے اپنی کتب فقہیہ مین طحاوی کے خلافی مسائل کو لکھا ہی انکو دیکھ لیجیے جب طحاوی ائمہ مذہب کے خلاف لکھکر خطا کی ہی تو یہ بات ہرگز قابل تسلیم نہوگی کہ طحاوی کا ہر اجتہاد صحیح ہی اور جن مسائل مین طحاوی سے خطا واقع ہوئی ہی انمین فی الواقع اہل مذہب کی خطا ہی میرا خیال یہ ہی کہ جو شخص علم فقہ مین مہارت رکھتا ہی وہ ہرگز اسبات کو تسلیم نہ کریگا کہ مسائل خلافیہ مین طحاوی صواب پر ہی اور اہل مذہب خطا پر بلکہ یہی کہیگا کہ بعض مقام پر طحاوی سے خطا ہوگئی ہی اہل مذہب صواب پر ہین علامہ ابن ہمام اور امام عینی کی نسبت جو گستاخیوں کا انتساب کیا گیا ہی وہ بھی لائق تسلیم نہین ہی اس مقام پر کتاب کی عبارت لکھنی تھی یا اگر حوالہ دینا تھا اگر عبارت کتاب کی لکھی جاتی مین ضرور سمجھا دیتا مولانا مرحوم کی تصانیف ان اکابر کی تصانیف کے مالالمال ہین جو چاہو دیکھ لو فوائد مکیہ مین ان اکابر کی تعریف اور انکا ترجمہ نہایت بسط سے لکھا گیا ہی جو چاہے دیکھ لے رہے یہ بات کہ فوائد مکیہ مین تصانیف ابن ہمام کا ذکر کرکے یہ لکھا ہوا ہی وکلها مشتملة على فوائد قلما توجد فی غیرها وقد سلك فی اکثر تصانیفه مسلك الانصاف متجنبا عن التعصب لمذهبه والاعتساف الا ماشاء الله آمین کسیطرح سے درست ہی ہین ہی الا ماشاء اللہ کی عبارت تغلیطاً لکھی جایا کرتی ہی اکابر کا معمول ہی کہ اللہ پر حوالہ دیدیا کرتے ہین یہ طریقہ سلف کا ہی یہ عبارت محاورہ عرب کے موافق ہی عینی کی نسبت بھی فوائد مکیہ مین اسقدر تعریف لکھی گئی ہی جسکا پتہ کا نا نہین ہی آمین لکھا ہی وله بسط فی تخریج الاحادیث وکشف معانیها ووسعة نظر فی الفنون کلها ولو لم یکن فیه الا نحة التعصب لمذهبی لکان اجود واجود اگر اس سے بے ادبی خیال کی گئی ہی تو یہ بھی غلط فہمی ہی مذہب حق کی استواری فی نفسہ عیب نہین ہی بلکہ بڑا وصف ہی بات اتنی ہی کہ مخالف ایسے شخص کے کلام کو قبول کرنے مین کچھ پس و پیش کرتا ہی اور یہ خیال کرتا ہی کہ اپنے مذہب کی استواری کی لیے اسنے کہا ہوگا غرض یہ ہی کہ اگر امام عینی مین یہ انحۂ تعصب مذہبی کا نہوتا تو انکے کلام کو مخالف اسیطرح اپنے سرون اور آنکھون پر رکھتے جسطرح موافق رکھتے ہین اور مخالفین ان سے ایسے دامن کشان نہ ہوتے جیسے اب ہین امام عینی نے صحیح بخاری کی شرح ایسی عمدہ لکھی ہی جسکی نظیر نہین ہی وہ اس زمانہ مین کیا ہے چند روز سے مشہور ہی کہ یہ شرح مصر مین چھپ رہی ہی جب سے یہ خبر مشہور ہوئی مخالفین کے دلون مین لرزہ پڑ گیا ہی دعائین کرتے ہین کہ خبر غلط ہو اور چھپتی ہو تو ناتمام رہی غرض یہ ہی کہ تعصب مذہبی مذہب کی استواری ایک ایسی چیز ہی جس سے مخالفین بدخواہ بنے رہتے ہین اگر تعصب مذہبی نہو تو یہ بدخواہی اس حد تک نہین پہونچتی امام طحاوی کی نسبت بے ادبی کی وجہ بتلائی گئی مگر ابن ہمام و عینی کی نسبت کوئی منشا ظاہر نہین کیا گیا اور مولانا مرحوم نے جو علماء حنفیہ کے مدائح مین ورق کے ورق بلکہ پوری کتاب ضخیم لکھی ہی انکی نسبت کوئی حسن ظن ظاہر نہین کیا گیا اگر بے ادبی کسی مصلحت پر مبنی ہی تو ضرور ہی کہ تعریف بھی کسی

فی ذم امام عینی کی نسبت جو گستاخیوں کا انتساب کیا گیا ہی اور اسکا جواب

الاستواری فی نفسہ عیب نہین ہی

غرض سے لکھی گئی ہوگی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اکابر حنفیہ کی تعریف جو لکھی گئی ہی اس سے یہ مقصود ہی کہ یہ اکابر ہمارے مسلک کے موافق ہین اور جو شخص اکابر حنفیہ کے مسلک کے موافق ہوگا وہ بیشک حنفی ہوگا اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگرچہ بظاہر مولانا مرحوم کی یہ شکایت بیجا ہو مگر درپردہ بالالتزام انکی مدح سرائی ہی ممنون شوم زہر کہ بمن تلخ گوید

تیر کہ بست آید رحمت نشانہ را

بارھوان افترا علماء محققین حنفیہ کی عالی شان مین تو مولوی صاحب طرح طرح کی گستاخیون سے پیش آوین کسی کو صاحب ہم کسی کو بے انصاف کسی کو متعصب تحریر فرماوین مگر فرقہ محمدیہ وہابیہ کے پیشوا ابن تیمیہ مجسم کو اپنا پیشوا جان کر اسکی اور اسکے کتب مردودہ کی اسقدر تعریف لکھین کہ اسکا عشر عشیر بھی محققین حنفیہ کی عالی شان مین نہین کہین چنانچہ فوائد بہیہ کے حاشیہ مین ابن تیمیہ کے حق مین فرماتے ہین تفقہ وتمہر وتقدم وصنف ودرس وافتی وفاق الاقران وصار عجبا فی سرعۃ الاستحضار وقوۃ الجنان وتوسع فی المعقول والمنقول والاطلاع علی مذاہب السلف والخلف ایسے الفاظ مبالغہ کی اسکی تعریف مین نقل کرکے اسکی کتاب منہاج السنۃ کو حق مین فرماتے ہین وقد طالعت من تصانیفہ الفتوی الحمویۃ والواسطیۃ وغیر ذلک من رسائلہ ومنہاجہ السنۃ وھو اجل تصانیفہ ردّ فیہ علی منہاجہ الکرامۃ للحلی الشیعی لم یصنف فی بابہ مثلہ لا قبلہ ولا بعدہ یعنی وہ ابن تیمیہ بہت بڑا فقیہ اور ماہر اور مصنف اور مفتی تھا اور تمام اپنے زمانے کے علماء پر فائق ہوگیا تھا اور اسقدر اسکو حفظ تھا اور توسع بیح منقول ومعقول کی اور خبر اور پر مذاہب متقدمین اور متاخرین کی تھی کہ وہ اعجوبہ ہوگیا تھا اور کتاب منہاج السنۃ اس نے ایسی کتاب لکھی ہی کہ اسکی جیسی کسی نے اس باب مین نہ اول اسکے لکھی اور نہ بعد اسکے یہ کہنا مولوی صاحب کا سراسر لغو اور باطل ہی اسوجہ سے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ اسمین بہت سے احادیث صحیحہ کو اس نے موضوع بنادیا ہی اور اپنے بہت سے عقائد فاسدہ کو موافق خوارج کی درج کیا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اپنے رسالہ مکاتیب مین فرماتے ہین کلام ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ وغیرہ من الکتب موحش جدا فی بعض المواضع لا سیما فی تفریط حق اہل البیت وفی منع زیارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفی انکار الغوث والقطب والابدال وتحقیر الصوفیۃ وامثال ذلک وھذہ المواضع منقولۃ موجودۃ عندی وقد تصدی لرد کلامہ فی زمانہ جھابذۃ علماء بالشام والعرب ومصر ثم ان ابن القیم تلمیذہ الرشید قد بالغ فی توجیہ کلامہ لکن لم یقبلہ العلماء حتی ان المخدوم معین الدین السندھی اطال رسالہ فی ردہ انتہے پس ایسے شخص کی کتاب کی ایسی تعریف کرنا کہ نہ اسکی جیسی اول تصنیف ہوئی ہی اور نہ بعد اسکے اور مصنف کی تعریف مین اسقدر مبالغہ نقل کرنا اور اسکے

بارھوان افترا علماء محققین حنفیہ کی عالی شان مین تو مولوی صاحب طرح طرح کی گستاخیون سے پیش آوین کسی کو صاحب ہم کسی کو بے انصاف کسی کو متعصب تحریر فرماوین مگر فرقہ محمدیہ وہابیہ کے پیشوا ابن تیمیہ مجسم کو اپنا پیشوا جان کر اسکی اور اسکے کتب مردودہ کی اسقدر تعریف لکھین کہ اسکا عشر عشیر بھی محققین حنفیہ کی عالی شان مین نہین کہین چنانچہ فوائد بہیہ کے حاشیہ مین ابن تیمیہ کے حق مین فرماتے ہین تفقہ وتمہر وتقدم وصنف ودرس وافتی وفاق الاقران وصار عجبا فی سرعۃ الاستحضار وقوۃ الجنان وتوسع فی المعقول والمنقول والاطلاع علی مذاہب السلف والخلف ایسے الفاظ مبالغہ کی اسکی تعریف مین نقل کرکے اسکی کتاب منہاج السنۃ کو حق مین فرماتے ہین وقد طالعت من تصانیفہ الفتوی الحمویۃ والواسطیۃ وغیر ذلک من رسائلہ ومنہاجہ السنۃ وھو اجل تصانیفہ ردّ فیہ علی منہاجہ الکرامۃ للحلی الشیعی لم یصنف فی بابہ مثلہ لا قبلہ ولا بعدہ یعنی وہ ابن تیمیہ بہت بڑا فقیہ اور ماہر اور مصنف اور مفتی تھا اور تمام اپنے زمانے کے علماء پر فائق ہوگیا تھا اور اسقدر اسکو حفظ تھا اور توسع بیح منقول ومعقول کی اور خبر اور پر مذاہب متقدمین اور متاخرین کی تھی کہ وہ اعجوبہ ہوگیا تھا اور کتاب منہاج السنۃ اس نے ایسی کتاب لکھی ہی کہ اسکی جیسی کسی نے اس باب مین نہ اول اسکے لکھی اور نہ بعد اسکے یہ کہنا مولوی صاحب کا سراسر لغو اور باطل ہی اسوجہ سے کہ یہ وہ کتاب ہے کہ اسمین بہت سے احادیث صحیحہ کو اس نے موضوع بنادیا ہی اور اپنے بہت سے عقائد فاسدہ کو موافق خوارج کی درج کیا ہی شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اپنے رسالہ مکاتیب مین فرماتے ہین کلام ابن تیمیۃ فی منہاج السنۃ وغیرہ من الکتب موحش جدا فی بعض المواضع لا سیما فی تفریط حق اہل البیت وفی منع زیارۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم وفی انکار الغوث والقطب والابدال وتحقیر الصوفیۃ وامثال ذلک وھذہ المواضع منقولۃ موجودۃ عندی وقد تصدی لرد کلامہ فی زمانہ جھابذۃ علماء بالشام والعرب ومصر ثم ان ابن القیم تلمیذہ الرشید قد بالغ فی توجیہ کلامہ لکن لم یقبلہ العلماء حتی ان المخدوم معین الدین السندھی اطال رسالہ فی ردہ انتہے پس ایسے شخص کی کتاب کی ایسی تعریف کرنا کہ نہ اسکی جیسی اول تصنیف ہوئی ہی اور نہ بعد اسکے اور مصنف کی تعریف مین اسقدر مبالغہ نقل کرنا اور اسکے

مخالفین سنت وجماعت کے اقوال اُسکے حق مین ذکر نہ کرنا اور اُسکے عقائد فاسدہ کا رد نہ بیان کرنا ہوا اور اسی کتاب رکامۂ ابن حجر
مین کہ جس سے یہ مبالغہ نقل کیا ہے اسکے عقائد باطلہ کا رد موجود ہی اور وہ ان عقائد کے باعث قید ہوا اور قید ہی
مین مرگیا اور اسکی کتاب منہاج السنۃ کے حق مین اسی کتاب مین ابن حجر نے کہا ہی کہ بہت سے احادیث صحیحہ کو جنکو اُسنے موضوع
بنادیا ہی ان سب باتون کو نہ ذکر کرنا اور صرف اسکی تعریف اسسے نقل کردینا یہ صریح اسپر دال ہی کہ وہ مولوی صاحب کا امام اور
پیشوا ہی یہی سبب ہی کہ مولوی صاحب اسکے مخالفین سنت وجماعت کو کہ جو اسکے عقائد فاسدہ کا اظہار اپنے تصانیف مین کرتے
ہین اور اسکے اقوال کو بسبب اُسکے بدعتی ہونے کے قبول نہین کرتے ہین قاصرین نظر تحریر فرماتے ہین جیسا کہ انکے کلام مبرم کے صفحہ ۳۲
مین ہی اور بنظر اُسکے اکثر قاصرین نظر ابن تیمیہ پر تشنیع بلیغ کرتے ہین اور اسکے قول کو ہر باب مین لغو سمجھتے ہین چند عبارات
اجلۂ محدثین کے جو انکے جلالت شان پر دال ہین نقل کی جاتی ہین الخ حالانکہ یہ کہنا مولوی صاحب کا سراسر لغو ہی اسسے کہ ابن تیمیہ کے
زمانے سے آجتک اہل سنت وجماعت اسکو بدعتی جان کر اسکی برائی اور مذمت اور اسکے عقائد فاسدہ کی رد کا اظہار کرتے چلے آئے
ہین اور اسطے حفظ دین متین کے ابن حجر مکی جوہر منتظم مین رقم فرماتے ہین قلت من ھو ابن تیمیۃ حتی یبظر الیہ الخ اور جناب
مولوی محمد عبد الحلیم رحمہ اللہ حال المعاقد مین فرماتے ہین کان تقی الدین ابن تیمیۃ الخ حاصل مضمون عبارات کا یہ ہی جسکو
وکیل احمد صاحب سکندر پوری نے صیانۃ الایمان مین فرمایا ہی جاننا چاہیے کہ ہادی ول اس مذہب فرقۂ وہابیہ کا ابن تیمیہ حنبلی ہی
کہ اُسنے بنظر ضلال وضلال کے بیشتر امورِ دین مین پیدا کیے خدا کے لیے حمیت وحمیت ثابت کی سفر زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو حرام بتایا حضرت علی و فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو مرتکب معصیت وگرفتار غضب الہی ٹھیرایا چنانچہ بعض معتقدات فاسدہ
خاص اُسکے ہاتھ کی لکھی ہوئی بذریعہ عبد الرحمن عتیبہ سے جنگی کہ اسکے تابعین سے تھا دیار مصر مین پونہچے قاضی شمس الدین عثمان
کی نظر سے گذرے وہ اُن کاغذات ومعتقدات کو قاضی القضاۃ زین الدین مالکی کی ملاحظہ مین لائے الغرض علمائے مصر نے بغور تمام
اُسے ملاحظہ فرمایا باظہار تنفر وبہتدا دفتنہ کے بادشاہ تک پونہچایا پھر ابن تیمیہ کو حکم حضار ہوا اور بظہور اسکے ایک مجلس مین
مجمع قضاۃ واخیار وعلمائے ابرار ہوا پھر اکثر اشخاص اعیان ملک کے شہادت سے ثابت ہوا کہ یہ ابن تیمیہ کے ہاتھ کی تحریر ہی اور اسکے
واہی تباہی تقریر ہی ابن تیمیہ جواب شافی سے مجبور ہوا گویا معترف عجز وقصور ہوا قاضی القضاۃ موصوف نے اسکے حبس کا حکم فرمایا
الغرض شش صد ہجری مین قلعۂ جبل مین بقید شدید محبوس ہوا اپنی رویہ ضلالت سے محض نایوس ہوا پھر فرمانشور سلطانی دمشق و
بلاد شام کہ ہر ہر اکابر تحریر شافی اسکے عقائد باطلہ کا ہوا اور فرمان ہوا تا فتنہ ہو تا ہی کہ کوئی اس بدعتی کا پیرو نہ رہے برخلاف
اقوال ائمہ مجتہدین کے عمل نکرے [illegible] کیا جائیگا اگرچہ ابن تیمیہ نے اجرای مذہب باطل مین
کوئی دقیقہ نہ چھوڑا لیکن [illegible]

امور ثابت ہوئے اول یہ کہ اسکے کئی عقیدۂ فاسدہ ہین منجملہ اُنکے یہ کہ اسنے اللہ جل شانہ کے لیے جہت فوق وجسمیت ثابت کی ہی
اور حضرت عثمانؓ کو مال کا لالچی بنایا ہی اور حضرت علیؓ کی عالی شان مین بکا ہی کہ آپکا ایمان بھی صحیح نہین ہوا ہی اور باقی
اہل بیت نبوی کی شان مین بھی وہ ایسی گستاخیون سے پیش آیا ہی کہ کوئی کلمہ گو مسلمان ایسا نہ کہیگا۔ دوسرا یہ کہ اس بدعتی
کے زمانے سے لیکر آجتک اہل سنت وجماعت اسکے ان عقائد فاسدہ کا رد کرتے چلے آئے ہین اور کسی ایک عالم سنت وجماعت نے اسکے
عقائد فاسدہ سے ایک عقیدے کو بھی نہین قبول کیا ہی بلکہ اسکے ان عقائد باطلہ کے سبب سے اسکے زمانے مین جو علماے سنت وجماعت
موجود تھے اُنھون نے اسکو تبدیع کرایا اور اسکی اتباع کیواسطے ایسا حکم جاری فرمایا کہ جو کوئی اسکے کسی عقیدۂ فاسدہ کو حق جانیگا
اور صحیح مانیگا تو وہ قتل کیا جائیگا اور اُسکا مال لوٹ لیا جائیگا تیسرا یہ کہ مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب کے قول سے معلوم ہوا
کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے جہان درر کامنہ مین ابن تیمیہ کا احوال لکھا ہی وہان اُسکے عقائد فاسدہ کو ذکر کرکے اُسکا رد بلیغ وجہ
کیا ہی اور اُسکا بدعتی ہونا علاوہ مذکورہ کے اچھی طرح ظاہر فرمایا ہی اسیطرح دوسرے علما نے بھی اسکے عقائد باطلہ کو اپنے کتب مین
مردود کیا ہی اور اُنکو ان عقائد کے باعث سنت وجماعت سے خارج فرمایا ہی چوتھا یہ کہ مولوی وکیل احمد صاحب کے قول سے ثابت
ہوا کہ فرقہ محمدیہ وہابیہ کے مذہب باطل کا پیشوا اور اُسکا موجد اور بانی یہی بدعتی ہی اور اسی نے یہ مذہب فاسد نکالا ہی اور وہی
اسکا رواج دینے والا ہی پس ایسے بدعتی کو خواہ مخواہ سنت وجماعت مین داخل کرنا اور اُسکا طرفدار ہوکر علماے سنت وجماعت خصوصًا
اپنے والد ماجد کو قاصر النظر بنانا اور اُنکی عالیحضرت مین گستاخی سے پیش آنا سوا اسکے کہ وہ مولوی صاحب کا امام اور پیشوا ہو دوسرا
کچھ متصور نہین ہم کہتے ہین کہ یا عجیب قسم کا افترا باندھا گیا ہی جسکا سر ہی نہ پاؤن دل کو آرزو رہگئی کہ ایک
بات تو سچ کہی ہوتی ؎ | بسکہ نظارۂ آن روے پری وش کردم | چشم حیرت زدہ ام دیدۂ تصویر شدہ است

شروع رسالۂ تنبیہ سے اخیر تک یہی التزام ہی کہ کسی کلام مین ایسی کی بو نہو سیدھی سادی سچی کوئی گفتگو نہو ؎

جو پوچھین اے نامہ بر تو کہنا یہ میرے شیدا کی گفتگو ہی | خلاف وعدون سے بھر جکا جی فریب صادق کی آرزو ہی

انصاف یہ ہی کہ مولانا مرحوم نے علماے محققین کی عالی شان مین کسی طرح کی کوئی گستاخی نہین کی بلکہ اُنکے تراجم لکھکے اُنکے ایسے
اوصاف بیان کیے جن سے وہ متصف تھے اور اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگون کے دل مین علماے حنفیہ کی عظمت وجلال کا سکہ بیٹھ
جاوے ابن تیمیہ کو نہ وہ اپنا پیشوا جانتے ہین نہ اُسکے کتب مردودہ کی اسقدر تعریف لکھی ہے جو عشر عشیر بھی محققین حنفیہ کی
تعریف کی نسبت ہوسکے فوائد بہیہ وغیرہ تراجم مولانا مرحوم کے دیکھنے سے اس امر کا یقین ہوسکتا ہی کہ جسقدر مولانا مرحوم نے متعدد
تصانیف مین علماے حنفیہ کی تعریف لکھی اور اُنکے تراجم بیان کیے ہین ہندوستان مین الی یومنا ہذا کسی عالم کو اسقدر لکھنے کی توفیق
نہ ہوئی ابن تیمیہ کی تعریف جو فوائد بہیہ کے حاشیے مین لکھی ہی وہ ایسی تعریف نہین ہی جسکا کوئی شخص انکار کرسکے جو علما

ابن تیمیہ کو فاسد العقیدہ سمجھتے ہین وہ بھی ابن تیمیہ کو جاہل نہین سمجھتے بلکہ اُن اوصاف کے قائل ہین جنکو مولانا نے رحومنے تحریر فرمایا ہی ابن تیمیہ کے فاسد العقیدہ ہونے مین اور فقیہ ماہر ومفتی وغیرہ ہونے مین تناقض نہین ہی تناقض کے لیے اتحاد محمول شرط ہی

وحدت شرط واضافت جزو کل	وحدت موضوع ومحمول ومکان	در تناقض ہشت وحدت شرط دان
		قوت وفعل ست در آخر زمان

جب تناقض نہوا تو ابن تیمیہ کے فساد عقیدت کا ذکر بے محل ہی شیطان کو باوجود ایسی کارروائیوں کے جو اُس سے ظہور مین آئین معلم الملکوت کہتے ہین پھر ابن تیمیہ ایسے عالم کی نسبت اگر اُسکے ذاتی اوصاف بیان کیے گئے تو اس سے کسی قسم کا محذور لازم نہین آتا ابن تیمیہ کے علمی صفات سے کتب تاریخ وطبقات حفاظ ونحات وغیرہ بھری ہوئی ہین بڑے بڑے اکابر نے اسکی تعریف کی ہی پھر اگر مولانا مرحوم نے اسکی ایسی تعریف لکھی جو اسمین پائی جاتی تھی کچھ بُرا نہوا یہ ضرور نہین ہی کہ جب ابن تیمیہ کے صفات بیان کیے جاوین اُسکے ساتھ اُسکے عیوب بھی ظاہر کیے جاوین ہر مقام کے لیے ایک موقع ہوتا ہی فوائد بہیہ مین طحاوی کے ذکر مین مولانا نے لکھا ہی کہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ مین یہ لکھا ہی کہ طحاوی نے قدحدیث اسطرح سے نہین کرتے تھے جسطرح اہل علم کرتے ہین اسی وجہ سے شرح معانی الآثار مین طحاوی نے احادیث مختلفہ نقل کیے ہین اور اکثر قیاس کے ذریعے سے ترجیح دی ہی جسکو وہ صحت سمجھتے ہین حالانکہ اکثر حدیث من جہۃ الاسناد مجروح ہین طحاوی کو معرفت اسناد کی اسیقدر تھی جیسے اہل علم کو ہوتی ہی البتہ طحاوی کثیر الحدیث فقیہ عالم ہی انتہی مولانا نے ابن تیمیہ کا یہ لکھا ہی کہ ابن تیمیہ نے اپنی عادت کے موافق اسمین مبالغہ کو دخل دیا ہی اسکے حاشیے پر مولانا مرحوم نے ابن تیمیہ کا ترجمہ لکھا ہی اسمین یہ لکھا ہی کہ یہ فقیہ تھا ماہر تھا کامل تھا صاحب تصنیف تھا پڑھاتا تھا فتوی دیتا تھا اپنے معاصرین پر بڑھا ہوا تھا اسکا حافظہ اسکا دل بہت قوی تھا معقول ومنقول مین اسکو دستگاہ تھی یہ کون سا موقع اُسکی نکوہش کا تھا البتہ اُسکی عادت کا ذکر کردیا گیا پورا ترجمہ ابن تیمیہ کا بہت طویل ہی حاشیے مین بے محل اسکی گنجایش نہ تھی اسلیے چھوڑ دیا گیا اس مقام پر اسقدر لکھنا کافی تھا کہ اس شخص کو مبالغے کی عادت تھی اب فرمایئے کہ ابن تیمیہ کی طرفداری کیونکر کی گئی یا کسی حنفی پر کیونکر بڑھایا گیا رہی یہ بات کہ ابن تیمیہ جاہل تھا یا عالم اپنے زمانے مین اپنے معاصرین پر فائق تھا یا نہین اسکے تراجم کو دیکھیے حال معلوم ہو جائیگا اگر مولانا نے اسکو جھوٹ لکھا ہی تو فرمایئے اس مقام پر تاریخ عینی کی عبارت لکھتا ہون ملاحظہ فرمایئے

وکان اماما فاضلا بارعا ذا فنون کثیرۃ لاسیما علم الحدیث والتفسیر والفقہ والاصول وکان سیفا صارما علی المبتدعین ولہ مواعید حسنۃ واوقات طیبۃ وکان علی مکانۃ عظیمۃ من الورع وحاسۃ العیش والقناعۃ والکف عن حظ الدنیا ولہ تصانیف مشہورۃ کثیرۃ ملا علی قاری شرح شمائل مین ابن تیمیہ وابن قیم کے نسبت لکھتے ہین ومن طالع شرح منازل السائرین تبین لہ انہما کانا من اکابر

اهل السنة والجماعة ومن اولیاء هذه الامة مولانا مرحوم جب علمی تعریف سے مستحق ملامت ہوئی تو یعنی و
ملا علی قاری جو ابن تیمیہ کو سیف صارم علی المبتدعین و اولیاء امت محمدیہ کہتے ہین کیونکر معترض کی زبان سے بچ سکتے ہین ؎

دریغ کرنا نہ زور بازو مٹائے سارے کبھی ورتو نکو	ہوش رہتے کوئی قاتل کہ سر تیغ خنجر دو دم ہی

معلوم نہین کہ انپر کیا کیا صلوا تین اڑتی ہین
اللہ تعالی اپنے فضل سے انکی زبان کی شر سے ملا علی قاری کو بچاوے آب منہاج السنۃ کی کیفیت سنیے مولانا مرحوم نے منہاج السنۃ
کی تعریف فی حد ذاتہ نہین کی ہی یعنی یہ نہین لکھا ہی کہ منہاج السنۃ ایسی کتاب ہی جسکے سب مطالب درست ہین کوئی اسمین
افراط و تفریط نہین ہی بلکہ یہ لکھا ہی کہ ایسی کتاب شیعون کی رد مین تصنیف نہین ہوئی اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اسمین کسی قسم سے
افراط و تفریط واقع نہین ہی اگر اسمین حدیث صحیح موضوع بنائی گئی ہی یا کوئی عقیدۂ فاسد درج کیا گیا ہی تو یہ تناقض قول
مولانا مرحوم کے نہین ہو سکتا کتابون مین مصنفین سے کچھ نہ کچھ غلطی تو ہو ہی جاتی ہی اس مقام پر ثابت کرنا تھا کہ فلان کتاب
رد رفض مین منہاج السنۃ کے قبل یا بعد لکھی گئی ہی جو منہاج السنۃ سے عمدہ ہی پھر اسکی عمدگی ثابت کرنی تھی منہاج السنۃ
مین فضل کلی یہ ہی کہ بمقابلہ شیخ مطہر حلی لکھی گئی جو شیعون کے مستند عالم تھے منہاج الکرامۃ کا جواب لکھنا ابن تیمیہ ایسے عالم کا
کام تھا جسکا آجتک نام اس کتاب سے روشن ہی شیعون کے کانون مین جب اس کتاب کی جھنکار پڑتی ہی تو خواب سے چونک
اٹھتے ہین بیشک اس کتاب مین غلطیان واقع ہین مگر اس سے نفس کتاب کی عظمت پر جو بمقابلہ شیعہ ہی حرف نہین آتا شیعی
اسکا ایسا لوہا مانتے ہین کہ جب اُن سے پوچھیے تو کانون پر ہاتھ رکھکر یہی کہینگے کہ بھائی مینے ایسی کتاب نہ دیکھی نہ سنی
پھر اگر کسی سُنی نے یہ بات کہی تو وہ مورد ملامت نہین ہو سکتا البتہ اسمین کہین کہین خطا بھی واقع ہو گئی ہی چنانچہ علامہ
تقی الدین سبکی فرماتے ہین ؎

والناس فی غنیة عن ردافکهم	ان الروافض قوم لا خلاق لهم	من اجهل الناس فی علم والکذبه
داع الی الرفض غال فی تعصبه	لهجنة الرفض واستقباح مذهبه	وابن المطهر لم تطهر خلائقه
ولابن تیمیة رد علیه وفی	لقد تقول فی الصحب الکرام ولم	یستحی من افتراء غیر منتبه
یشوبه کدر فی صفو مشربه	بمفصل الرد استیفاء اضربه	لکنه خلط الحق المبین بما
یری حوادث لا مبدء لاولها	یحاول الحشوانی کان قوله	حثیث سیر بشرق او بمغربه
ردت ما قال رد اغیر مشتبه	فی الله سبحانه عما یظن به	لو کان حیا یری قولی ویسمعه
وبعده لا اری للرد فائدة	کما ردت علیه فی الطلاق وفی	ترک الزیارة اقفوا ثر سبه
لقطع خصم قوی فی تقلبه	هذا وجوهره مما اضن به	والرد یحسن فی حالین واحدة
	وحاله لانتفاع الناس حیث به	هدی ورب جزیل فی تکسبه

ولیس للناس فی علم الکلام هدی	بل بدعة وضلال فی تطلبه	ولی یدٌ فیه لو لا ضعف ساعدہ
جعلت نظم بسیط فی هذبه	هذا الذی قاله السبکی مرتجلاً	وللبسیط انتهی بعض اضربه

منہاج السنۃ پر بہت بڑا اعتراض یہ ہی کہ نسبت اہل بیت علیہ السلام کی تفریط کی گئی ہی اس اعتراض کے قائم کرنے کے لیے یہ عبارت نقل کی جاتی ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ولیا الامر واللہ تعالی امر بطاعتہ ولی الامر وطاعتہ ولی الامر طاعتہ اللہ ومعصیتہ معصیتہ اللہ فمن سخط امرہ وحکمہ فقد سخط امر اللہ وحکمہ وعلی وفاطمة رضی اللہ عنہما سخطا امر اللہ وسخطا حکمہ وکرہا رضی اللہ عنہما کان اللہ یرضاہ طاعتہ وطاعتہ ولی الامر طاعتہ فمن کرہ طاعتہ ولی الامر فقد کرہ رضوان اللہ واللہ یسخط بمعصیتہ ومعصیتہ ولی الامر معصیتہ فمن اتبع معصیتہ ولی الامر فقد اتبع ما اسخط اللہ وکرہ رضوانہ واقعی اگر اس عبارت مین تحریف نہوتی تو ہم بھی اس بات مین منہاج السنۃ پر اعتراض کرتے لیکن مشکل یہ ہی کہ صرف اعتراض قائم کرنیکے لیے عبارت کے اول و آخر کا جملہ نکال کے غت ربود کیا گیا ہی کیفیت یہ ہی کہ شیخ حلی نے منہج الکرامۃ مین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر یون اعتراض کیا ہی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی خلافت مین آزردہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے فاطمہ کو آزردہ کیا اسنے مجکو آزردہ کیا اسپر ابن تیمیہ نے لکھا ثم اذا عارض معارض بو بکر و عمر ولیا الامر الی قولہ وکرہ رضوانہ کان ھذا التشنیع اوجہ من تشنیع الرفضة علی ابی بکر و عمر انتہے ناقل نے اپنی خلاف منشا سمجھکر اول و آخر کی عبارت نکال ڈالی تاکہ اعتراض قائم کرنیکا موقع ملے اگر اول مین ثم اذا عارض معارض کی عبارت ہوتی اور آخر مین کان ھذا التشنیع الخ کی عبارت ہوتی تو یہ اعتراض قائم نہوتا اس مقام پر مجکو ایک لطیفہ یاد آیا

ایک دن شاہ شجاع نے حافظ شیراز سے کہا کہ تمھاری غزلین مطلع سے مقطع تک ایک طریقے پر نہین ہوتی ہین بلکہ اسکا یہ حال ہی کہ تین چار شعر شراب کی تعریف مین ہوتے ہین دو تین شعر تصوف مین ایک دو شعر معشوق کی وصف مین اس قسم کا تلون ایک غزل مین خلاف طریقہ بکثرت ہی حافظ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ بادشاہ کا ارشاد بیشک صحیح ہی مگر اسی کے ساتھ حافظ کی غزلین اطراف واکناف عالم مین پھیلی ہوئی ہین دوسرون کی غزلون نے شیراز کے دروازے کے باہر بھی قدم نہ رکھا شاہ شجاع اس جواب سے برہم ہوا مگر تحمل سے چپ ہو رہا اور در پردہ حافظ کی ایذا رسانی کی فکر مین پڑا اتفاقاً انھین ایام مین حافظ نے ایک غزل کہی تھی جسکا مقطع یہ ہی

گر مسلمانی ازین ست کہ حافظ دارد	وای گر از پی امروز بود فردائے

شاہ شجاع کو موقع دست اندازی کا ہاتھ آیا اور یہ کہا کہ حافظ قیام قیامت کا

منکر ہی اور یہ فکر ہوئی کہ فقہا سے فتوی لیجیے اور حافظ کو تعزیر دیجیے بادشاہوں کے ارادے تو جیسے نہیں رہتے حافظ کو پہلے ہی
سے بادشاہ کی طرف سے بدگمانی تھی یہ خوف سے تھرگئے سوچا تو کوئی جواب معقول ذہن نشین نہ ہوا مولانا زین الدین ابوبکر
اُن دنوں اتفاقاً شیراز میں بعزم حجاز تشریف رکھتے تھے حافظ فوراً کے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس پریشانی کا
قصہ بیان کیا مولانا نے فرمایا کہ یہ کچھ بڑی بات نہیں ہے اس مقطع کے قبل ایک شعر ایسا بڑھا دو جسکا یہ مضمون ہو کہ فلاں
شخص یوں کہتا تھا تمکو تہمت سے نجات ہو جائیگی کہ نقل کفر کفر نباشد حافظ پھڑک گئے اور یہ شعر قبل مقطع کے بڑھا دیا ؎

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحر گہ مسگفت	بر در میکدہ بادف و نے ترسائی	جب یہ شعر شاہ شجاع کی نظر سے گذرا

شاہ شجاع نے کہا کہ اب تو کوئی موقع باقی نہ رہا حافظ کو اس بلا سے نجات ملی یہ بات بھی ظاہر کیجاتی ہے کہ منہاج السنۃ کی نسبت
یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسمیں زیارت وشد رحال سے انکار کیا گیا ہے یہ تو ہماری مدعا کے لیے نہایت مفید ہے مولانا مرحوم کی جواب
میں اسقدر رسائل لکھے ہیں کہ اگر ابن تیمیہ کی نظر سے گذرتے تو وہ اپنے ہاتھ سے قلم رکھدیتا جس کتاب میں زیارت کے سنیت کا انکار ہو
یا شد رحال کے جواز کا انکار ہو مولانا مرحوم کی یہ شان نہیں ہے کہ اسکی تعریف کریں مگر تعریف دوسری حیثیت سے کی گئی ہے یعنی
رد و ابطال میں ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی غرض مولانا مرحوم پر یہ ناحق افترا ہے ؎

ترک نکنش بسبب آماد گئی ست	آن کیست کہ گوید کہ بکش نے گنہی ست

ہماری تحریرات سابقہ سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مولانا مرحوم کی طرف جن امور کی نسبت
کی گئی ہے وہ سب محض اتہام ہیں ؎

منہ بر زاہد ای دل تہمت زور	کہ می بینم از نیہا نے گناہش

مولانا مرحوم اکابر حنفیہ کے زمرے میں داخل ہیں اگر یہ پہلے زمانے میں ہوتے تو حفاظ محدثین و ائمہ فقہا انکو نہایت
قدر کی نظر سے دیکھتے جس طرح انکے زمانے کے علما انکی قدر کی اس سے بڑھکر وہ لوگ قدر کرتے مولانا مرحوم کی تصانیف
بیشتر علوم متداولہ میں انکی حیات میں شائع و متداول ہوئے تمام علماے معاصرین نے انکی قدر کی اس زمانے میں یہ علماے
حنفی کے امام کہلاتے تھے کسی عالم نے انکی تصانیف کے طرف انگلی نہ اٹھائی ایسے فساد کے زمانہ میں ان بات کو انھوں نے دکھا دیا
کہ حنفی ایسے محدث ہوتی ہیں ؎

تو چرا از من غم دیدہ تغافل داری	وز چہ رو دیدہ و دانستہ تجاہل داری		

سب کے پہلے جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری ان کو مجدد دین کہا اور اپنی تصنیف میں لکھا مولانا مرحوم کا
درس بھی یادگار سلف تھا صدہا طلبا نے ان سے پڑھا اور علمی لیاقت حاصل کی افسوس ہے کہ موت نے بہت جلدی کی اور
اڑتیس برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا اگر انکی عمر وفا کرتی تو معلوم نہیں کسدرجہ کے فقیہ و محدث کہلاتے ایسے
دین دار عالم کو اگر کوئی ناکس و نااہل و بے علم اپنے ذاتی تعصب سے کافر کہے میرے سمجھانے سے اسکی طبیعت نہیں بدل سکتی ؎

ہر کہ ناکس بود در اصل سرشت	بتقالیب ہر کس نشود	سگ گس را اگر کنی تقلیب	قلب آن غیر سگ گس نشود

مولانا محمد عبدالحی صاحب مرحوم کا جو فتوی کفر سے متعلق ہے اس کا ابطال

بہرحال مسلمانون کو ایسے لوگون کے اقوال سے احتراز چاہیے اور انکی چکنی چکنی باتون کو نہ سنا چاہیے زمانہ سابق مین بھی ایسے حاسد بہت گذرے ہین جنھون نے علما کو بہت کچھ اذیتین پونہچائی ہین اور دنیا و آخرت مین مخذول ہوئے ہین اگر حدود شرع جاری ہوتے تو ان لوگون پر ضرور تعزیر مفتری ہوتی انکی بدزبانیون کو خدا پر چھوڑتا ہون ع | دنیا مین نہین زور تو محشر مین ستمگر | اللہ کے آگے تری فریاد کرین گے | صاحب رسالہ نے ان افتراءات کے بعد لکھا ہی پس جس شخص کے عقائد اور مسائل فروعی اربعہ مذاہب خصوصًا حنفی مذہب کے مخالف ہون اور ائمہ حنفیہ کی شان مین طرح طرح کی گستاخیان کرے وہ حنفی کیسا لہذا حنفیہ علیہ کی خدمات عالیات مین عرض ہی کہ مولوی صاحب کے اقوال کو بھی ایسا ہی جانین جیسا ہمارے علما حنفیہ متقدمین اہل ہوے سابقین کے اقوال کو جانتے تھے اور انکے عقائد مخالفہ کو نہین مانتے تھے جیسا کہ علما محققین سابقین نے زمخشری صاحب کشاف کے حق مین فرمایا ہی ھو حنفی الفروع معتزلی الاصول له دسائس خفیت علی اکثر الناس فلذا حرم بعض فقهائنا مطالعة تفسیره لما فیه من سوء تعبیره فی تاویله وتغییره انتہے اگر وہ حضرت مولوی عبدالحی کا زمانہ پاتے تو اس سے بڑھکر انکے حق مین فرماتے انتہی معقول دروغ گو یم برر سے تو افتراءات پر یہہ نتیجہ بحالنا تمھارا ہی کام ہی اس نے سمجھے اور لکھے کا کچھ ٹھکانا ہی اب کہانتک سمجھاؤن ع | بے صرفہ بود میل باین طفل بپرداز | دندان دنی نیست کہ این غورہ جام ست | مین نے اسکو ثابت کر دیا ہی کہ مولانا مرحوم کے عقائد و مسائل فروعی مذاہب اربعہ خصوصًا حنفی مذہب کے مخالف نہین ہین اور ائمہ حنفیہ کی شان مین انھون نے کسی طرح کی گستاخی نہین کی ہی بلکہ انکے تصانیف فوائد بہیہ تعلیقات سنیہ مقدمہ ہدایہ نافع کبیر سعایہ قول مجمد وغیرہ ائمہ و علما حنفیہ کی مدح و ثنا و ترجمہ سے مالا مال ہین پھر مولانا مرحوم کے اقوال کو مثل اقوال اکابر حنفیہ کے تسلیم کرنا چاہیے اگر کوئی مفتری ایسے عالم کو فاسد العقیدہ یا کافر کہے تو اسپر تعزیر مفتری جاری ہونی چاہیے پھر صاحب رسالہ تنبیہ لکھتا ہی کہ یہ جو کچھ ہمنے عقائد فاسدہ و مسائل کاسدہ مولوی عبدالحی صاحب کا اظہار کر کے اسکا قدرے مختصر دکھایا ہی تو یہ خالصًا لوجہ اللہ واسطے حفظ عقائد عوام اہل اسلام کے لکھا ہی کیونکہ بعض حضرات کہتے ہین کہ مولوی صاحب کا کوئی عقیدہ اور مسئلہ مخالف سنت و جماعت کے نہین ہی چونکہ یہ کہنا ان حضرات کا عوام کی خرابی عقائد کا باعث تھا اسلیے یہ چند عقائد و مسائل مخالف سنت و جماعت کے انکے لکھے گئے ہین متبعین مولوی صاحب کو اس سے رنج اور غصہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ طریقہ سنت و جماعت کا قدیم سے چلا آتا ہی کہ جو شخص جمہور کے مخالف ہو کر شاذ طریق پر چلا تو ہمکار سنت و جماعت نے کیا ہی پس متبعین مولوی صاحب کو چاہیے کہ جمہور کی اتباع مقدم جانین اور مولوی صاحب کی محبت کو اسمین دخل نہ دین اگر اسپر بھی کسی وکیل کو ناگوار گذرے اور مولوی صاحب کی محبت اسکو ناچار کرے اور انکی طرف سے سنت و جماعت کے مقابلے مین قلم اٹھاوے تو اسکو چند باتون کا لحاظ ضرور چاہیے اول یہ جیسا ہمنے مولوی صاحب کے عقائد و مسائل کے مخالف سنت و جماعت سابقین خصوصًا انکے والد ماجد مولانا مولوی عبدالحلیم صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کے کتب سے ظاہر کردی ہی اسکو بھی چاہیے کہ ان لوگون کے اقوال پیش کرے دوسرے یہ کہ مولوی صاحب کا اجتہاد ہم پر حجت نہین پس اگر انکے اقوال مردودہ انکی تصنیفات سے پیش کریگا تو وہ غیر مقبول ہونگے ان باتونکا جو وکیل لحاظ کرکے مولوی صاحب کی وکالت کریگا تو اسکی طرف التفات کیا جائیگا ورنہ وہ وکالت قابل اصغا نہ ہوگی انتہی صحیح تو یہ ہی کہ جو رسالہ کذب وافترا سے بھرا ہو اور جسمین ایک دین دار عالم کی تکفیر ہو وہ خالصًا لوجہ اللہ نہین ہوسکتا بلکہ اسکو خالصًا لوجہ الشیطان کہنا چاہیے جو شخص یہ کہتا ہی کہ مولانا مرحوم کا کوئی عقیدہ و مسئلہ مخالف اہل سنت و جماعت کے نہین ہی وہ سچ کہتا ہی اسمین کسیطرح کا شبہ نہین ہی مولانا مرحوم کی تحریرات سے جسمین کو فائدہ ہوا لوگونکی نظرون مین مذہب حنفی کی حقیت ثابت ہوگئی یا مر کے ذہن نشین ہوگیا کہ مذہب حنفی موافق کتاب وسنت کے ہی ایسے عالم کو اگر کوئی شخص اپنی جہالت سے کافر کہے تو انکے احباب و متبعین کو کیونکر رنج و غصہ نہوگا کافر بھی بنائے اور اہل مزین بھی کوشش کرے کہ کسی کو رنج و غصہ نہو یہ تو وہی مثل ہوئی کہ سر بھی کاٹے جائین ہرگز یہ طریق اہل سنت کا نہین ہی کہ زور و بہتان کے ذریعہ سے کسی دیندار عالم کی تفسیق و تکفیر کرین مولانے مرحوم کا احسان تمام حنفیہ کی گردن پر ہی تو کوئی حنفی کیونکر مولانا کی محبت چھوڑے انکی شمع کا پروانہ یا مسکتا ہی

التماس رسالہ تنبیہ الجہلہ کی بنا چونکہ افترا پر قائم کی گئی ہی میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اسکا جواب لکھنے مین اپنا عزیز وقت ضائع کرون مگر چونکہ جناب مولانا مرحوم پر ایسے عقاید مین تکفیر کی گئی ہی جو عقاید سلف ہین اور ایسے مسائل مین تفسیق کی گئی ہی جو مسلک خلف ہے عوام کو اس کہنے کا بہانا ہاتھ آگیا کہ مولوی عبد الحی و سلف و خلف سب ایک ہی لاٹھی کے ہانکے ہین اس زبان درازی کے روکنے کے لیے مجھے ضرور ہوا کہ ان باتون کو ظاہر کردون کہ یہ سب افترا ہی مولانا مرحوم ناقل ہین ناقل صرف تصحیح نقل کا ذمہ دار ہی پھر اگر انھون نے کسی عقیدہ یا مسئلہ کو نقل کیا تو اس سے نہ وہ کافر ہوسکتے نہ فاسق مثلاً مسئلہ استوا مین مولانا نے مسلک سلف کو بیان کیا اور امام مالک و امام اعظم و امام شافعی کے کلام کو نقل کیا اسی کے ساتھ ابن ہمام و ابو شکور سالمی وغیرہ کے اقوال نقل کیے تو اس سے مولانا مرحوم کی تکفیر یا تفسیق نہین ہوسکتی جب تک ان ائمہ مجتہدین و ائمہ دین سے آدمی دامن کشان نہ ہو اسیطور پر اثر ابن عباس سے جو تکفیر مولانا مرحوم کی کی جاتی ہی یہ امر محاذ اللہ مستلزم تکفیر حضرت ابن عباس اور ایسے حفاظ محدثین و ائمہ مجتہدین و مفسرین کے ہی جو اس اثر کی صحت کے قائل ہین مثلاً سیوطی و بغوی وغیرہ وغیرہ ایسا ہی وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئا للہ کے عدم جواز کو مولانا نے درمختار و ردالمحتار سے نقل کیا ہی۔ پھر مولانا مرحوم کی نسبت جو امر کہا جائیگا وہ صاحب درمختار و ردمحتار پر عود کریگا للہ الحمد میری اس تحریر سے عوام کی زبان درازیان رک گئین اور اچھی طرح سمجھ گئے کہ مولانا مرحوم کی تکفیر و تفسیق مستلزم تکفیر و تفسیق ائمہ سلف و خلف ہی مین نے جواب مین معترض کے تمام شرائط کا لحاظ رکھا اگر وہ میری تحریر سمجھنے پر قادر ہو اور اسکو جواب لکھنے کا حوصلہ بھی ہو تو اسکو چاہیے کہ **پہلے** افترا سے توبہ نصوح کرے **دوسرے** مولانا مرحوم کی عبارت کا مطلب سمجھے **تیسرے** اقوال منقولہ مین تکفیر و تفسیق کی نسبت سے اجتناب کلی کرے اور یہ سمجھ لے کہ تکفیر و تفسیق حقیقۃً سلف و خلف کے طرف راجع ہوتے ہی

نعوذ باللہ منہا اب اس رسالے کو ختم کیا چاہتا ہون ؎ گفتگو تا چند جامی لب بہ بند ۔ حال ما پیدا ست سوز قیل و قال

قطعۂ تاریخ طبع عالی گہر جناب مولوی قمرالدین خان متخلص بہ قمر شاہ جہان پوری

واہ کیا نادر کتاب اور بے بہا نسخہ ہی یہ
بحث و تقریر آجتک اسطرح کی دیکھی نہ تھی
مفتری کے واسطے تعزیر یہ ہوگی مفید

چھوڑ دیگا افترا کی ہی جو اک عادت پڑی
اسکو دیکھے اور کج بحثی سے اب توبہ کرے
سیکھ لے تہذیب بھی ہی نا تہذیب بدعتی

بات تو سمجھی نہیں بھیر اسقدر لاف و گزاف
فائدہ کیا ہوگئی جسوقت شیخی کر کری
عالموں پر افترا اور طعن ہی امر قبیح

ایسی بدعادت ہو جسکی اسکی ہی بدقسمتی
فکر سن جب کی قمر نے غیب سے آئی ندا
مفتری کی قول الزامی کی قلعی کھل گئی

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ صاحب فکر رسا جناب میر غلام نجتبیٰ صاحب متخلص بہ یکتا سیدآبادی

انصاف کے باغ میں بہار آئی ہی
ماشاء اللہ کیسے ہیں گل بوٹے
عارف نہو کیوں مطالعے سے محظوظ اب بھی

نظارے سے حق ہیں نہ مزے کیوں لوٹے
ہی دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہی
سچے سچے ہیں اور جھوٹے جھوٹے

اعدا کے تو اب قدم نہیں جم سکتے
اسطرح سے ہاتھ پاؤں ان کے ٹوٹے
شیطان کو ہمنے بھاگتے ہو دیکھا

جسوقت کہ آسمان سے تارے ٹوٹے
کذب و بہتان و زور سب بھول گئے
چوراہے میں جب کہ ان کے بھانڈا ہی پھوٹے

جو بات بگڑ گئی وہ بنے کی نہیں
سر پیٹے خواہ اپنا سینہ کوٹے
یکتا تاریخ طبع کی یوں لکھو

یہ حاسد مفتری کے چھکے چھوٹے

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر عالی جناب محمد حفیظ عالم صاحب غازی پوری

نورِ بصر سے دیکھیے تحریر خوب ہی
دل کو لگا کے سینے یہ تقریر خوب ہی
جب مفتری کے دل پہ لگا پار ہو گیا

چلا اٹھی کمان کہ یہ تیر خوب ہی
ہر نابلد کے طبع کو کندن بنا دیا
استاد ہاتھ لائیے اکسیر خوب ہی

جس مفتری پہ جا کے پڑی اک کھہ کر دیا
اس آتشین شرار کی تاثیر خوب ہی
تعزیر مفتری جو چھپی سال طبع میں

آئی ندا یہ غیب سے تعزیر خوب ہی

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع ذکی جناب مولوی حکیم ابوالفرح محمد ولی کسمندوی

اک بادب گروہ نے کی جب کہ ہمسری
علامۂ فطین نے کی اسکی رہبری
جب فکر سال طبع ہوئی ہمکو غیب سے
آئی ندا کہ ٹھیک ہی اصلاح مفتری

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک شاعر خوش تقریر جناب مولوی کبیر احمد متخلص بہ کبیر سکندرپوری

تا اہل مفتری چو بہ تعزیر خود رسید
بے شبہ زین کتاب در آمد بابتری
از بہر سال طبع کبیر این چنین نوشت
دندان شکن جواب بنا اہل مفتری

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ طبع بر گزیدۂ کونین جناب مولوی نور العین سکندر پوری

فاضل بے مثل و یکتائے زمان — بالیقین سرد فتر اہل کمال — نام پاکش وجمیل احمد بود
دار دکش ایزد بصد عز و جلال — چون زحد بگذشت قوم بے ادب — گشت تعزیرش پئے ایشان وبال
نقطہ نقطہ زان بود تیر تفنگ — حرف حرفش بر سر ایشان نکال — بے ادب چون سر بریدہ شد زحد
بہر طبعش ضرب بنگر گشت سال

قطعۂ تاریخ طبع از فاضل امجد جناب مولوی محمد احمد خوشنویس سکندر پوری

بحمد اللہ زین آتش بیانی — دل دشمن بسوز غم کباب ست
پئے تاریخ طبعش گفت ہاتف — مپرس اینک کتاب لاجواب ست

قطعۂ تاریخ طبع از نتائج طبع جناب مولوی محمد عبد السلام صاحب سکندر پوری

گشت چون تعزیر بہر مفتری — سینۂ اہل حسد سوزان شدہ
بہر سال طبع از دل گفت طبع — دفع شر فتنہ انگیزان شدہ

قطعۂ تاریخ طبع بجر زاخر جناب سید ضیاء الدین صاحب فاخر حیدر آبادی

کسانیکہ دیدند این نامہ را — ہمہ برگزیدند بے قال وقیل
چو فاخر پئے سال او فکر کرد — بگفتا عجب ضرب سیف جمیل

ہزاران ہزار شکر پروردگار و درود بے شمار بر رسول مختار و آل اطہار و اصحاب اخیار کہ یہ کتاب جواب باصواب پسندیدۂ ہر شیخ و شاب اظہار حق کی صورت دکھانے کے واسطے غیرت آئینۂ اسکندری موسوم بتعزیر المفتری حسب فرمائش مصنف علامۂ زمان موصوف العنوان مطبع اصح المطابع واقع محمود نگر لکھنؤ میں جلیۂ حسن صناعت طبع سے محلّی اور جلای خوبی تصحیح و خوشخطی سے مجلّی ہو کر مفید انام و نفع بخش خاص و عام ہوئی۔

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع اصح المطابع کی ہے مہر و دستخط مالک مطبع کے ثبت کیے گئے

فہرست رسالۂ تحریر المفتری

صفحہ	مضمون
۲	حمد و نعت
۳	سبب تالیف
۳	صاحب تنبیہ الجہلہ کو عبارت لکھنے کا سلیقہ نہین۔
۴	علما کو تعظیم سے یاد کرنا چاہیے
۵	احیاء العلوم و ابن جوازرزم کا عجیب و غریب واقعہ۔
۷	پہلا افترا مولانا محمد عبد الحی نے اللہ تعالیٰ کی طرف جہت بتکے مع جواب
۱۳	حقیقت مذہب سلف۔
۱۶	مسالہ استوا مین کمی زیادتی
۱۷	دوسرا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا خاتم نبوت ہونے کا مع جواب مولانا محمد نعیم صاحب لکھنوی و مفتی محمد سعد اللہ و مولوی نور علی کی تصحیح
۲۲	زمین کے سات طبقے ہین
۲۳	عالم مثال کی تعریف اور اسکا دلچسپ حال

صفحہ	مضمون
۲۸	مثل افلاطونیہ۔
۲۹	تیسرا افترا مولوی صاحب نے فرقہ حالطیہ کا عقیدہ اختیار کیا ہے کہتے ہین کہ ہر قوم کو لیے نبی ہین
۳۱	چوتھا افترا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین یا بعد آپ کے کسی نبی کا ہونا منع نہین۔
۳۲	پانچوان افترا جنون مین بھی انکی صنف سے انبیا ہوئی ہین۔
۳۴	چھٹا افترا جمعہ کے لیے کوئی شرط نہین ہے مع جواب
۴۱	ساتوان افترا صلوۃ جہریہ مین امام کے پیچھے مقتدی کو قرأۃ پڑھنا سکتات امام مین جس سے استماع مین خلل نہو ایسا مسئلہ ہے جو مخالف مذہب ایمہ اربعہ ہے مع جواب
۴۲	آٹھوان افترا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا وظیفہ ناجائز ہے مع جواب

صفحہ	مضمون
۴۵	نوان افترا قیام مجلس مولود مین بدعت سیئہ ہے مع جواب
۴۸	دسوان افترا امام محمد رحمہ اللہ کو صاحب وہم لکھا مع جواب۔
۴۹	گیارھوان افترا امام طحاوی کے ساتھ بے ادبی کی مع جواب
۵۲	ابن ہمام و عینی کے نسبت جو گستاخیونکا انتساب کیا گیا ہے وہ بھی لائق تسلیم نہین ہے
۵۳	بارھوان افترا ابن تیمیہ کو اپنا پیشوا جان کر اسکے تعریف کے مع جواب۔
۵۸	شاہ شجاع کی حافظ شیراز سے مخالفت
۵۹	مولانا محمد عبد الحی صاحب مرحوم اکابر حنفیہ کے زمرے مین داخل ہین۔